﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائيل: ۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ — جمعہ ۷ اکتوبر ۱۹۹۴ء — شمارہ ۴۰

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے

"اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نفس بڑا مطہر تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا، تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا میں رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی اور اسی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں، اٹھا لائی اور کہا کہ ان مہروں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔ اس لئے چالیس مہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چالیس مہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عندالضرورت اپنے صرف میں لانا۔ سید عبدالقادر صاحبؒ نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سن کر آپؒ رخصت ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپ گزرے، اس میں چند راہزن قزاق رہتے تھے۔ جو مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ دور سے سید عبدالقادر صاحبؒ پر بھی ان کی نظر پڑی۔ قریب آئے تو انہوں نے کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ ترے پاس کچھ ہے؟ آپ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ فی الفور جواب دیا کہ ہاں چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں۔ جو میری والدہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔ اس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ ان کو اپنے امیر قزاقان کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ امیر نے کہا اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔ جب تلاشی لی گئی تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپؒ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اس طرح اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپؒ نے فرمایا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔ روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا۔ میں جھوٹ کیوں بولتا۔ یہ سن کر امیر قزاقان رو پڑا اور کہا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔ اب میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کر لی .... میں "چوروں قطب بنایا ای" اس واقعہ کو سمجھتا ہوں۔ الغرض سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یا ایھا الذین آمنوا اصبروا" (آل عمران: ۲۰۱) صبر ایک نقطہ کی طرح پیدا ہوتا ہے اور پھر دائرہ کی شکل اختیار کر کے سب پر محیط ہو جاتا ہے۔ آخر بدمعاشوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ انسان تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے اور تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے کیونکہ متقی کا اثر پڑتا ہے اور اس کا رعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عجب، خودپسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ادفع بالتی ھی احسن" (المومنون: ۹۷)۔

اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؎

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۴۹ تا ۵۱)

مختصرات

الفضل انٹرنیشنل میں اس کالم کے اجراء کا مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان تازہ بتازہ ارشادات سے اطلاع ہو سکے جو حضور انور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں بیان فرماتے ہیں۔ کالم کا عنوان ظاہر کرتا ہے کہ اس جگہ تفاصیل کا بیان مقصود نہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس اشاریہ کی مدد سے احباب اصلی پروگرام سن کر بھرپور استفادہ کر سکیں گے۔

۱۷ ستمبر ۱۹۹۴ء:

آج حضور انور نے مختلف ممالک کے عرب احمدیوں کے سوالات کے جوابات دئے۔ عام طور پر مجالس سوال و جواب میں جنوں کے بارہ میں سوال پوچھا جاتا ہے۔ آج کی مجلس میں بھی یہی سوال اٹھایا گیا اور حضور انور نے اس کا بہت تفصیلی جواب دیا۔ اسی تسلسل میں حسد اور نظر لگنے کی حقیقت اور مسمریزم پر بھی حضور نے روشنی ڈالی۔

۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء:

آج کی مجلس میں حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے:

(۱) کیا اہل کتاب کے ہاں کچھ کھانا جائز ہے؟

(۲) سورہ المومنون آیات ۶، ۷ میں "وما ملکت ایمانھم" کے تحت جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا مقام کیا ہے۔ کیا وہ مومنوں کی بیویاں ہیں؟

(۳) جب کوئی عورت احمدی ہو تو کیا اس کو باقی احمدی عورتوں کی طرح پردہ کرنا ضروری ہے؟

(۴) ایک شیعہ خاتون احمدیت کے بارہ میں سوالات پوچھتی رہتی ہے لیکن وہ اس بارہ میں بہت حساس ہے۔ اسے کیا جواب دئے جائیں۔

(۵) بخاری میں مذکور ایک حدیث میں جسم گودنے اور گدوانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ بعض عورتیں خوبصورتی کے لئے دانتوں پر سونے کا COVER چڑھواتی ہیں اور بالوں کو اکھاڑتی ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

(۶) واقفین نو لڑکے تو بڑے ہو کر مبلغ بن سکتے ہیں۔ واقفین نو بچیاں بڑی ہو کر کیا کریں گی؟

اس مجلس کے آخر میں حضور انور نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے تفصیلی معانی بیان فرمائے۔

۱۹، ۲۰ ستمبر ۱۹۹۴ء:

ان دو دنوں میں حسب پروگرام ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں کلاسوں کا انعقاد ہوا۔ ان کلاسوں سے نہ صرف حاضر مرد اور عورتیں استفادہ کرتی ہیں بلکہ ساری دنیا میں یہ معلوماتی پروگرام غیر معمولی دلچسپی سے دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ پچھلے دنوں ایک ہندو ہومیو پیتھ معالج جو اس طریق علاج میں قریباً ۴۵ سال کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ لندن مسجد آئے اور آج تک منعقد ہونے والی سب کلاسوں کی کیسٹیں خرید کر لے گئے۔ جاتے ہوئے انہوں نے بہت معنی خیز تبصرہ کیا کہ ان کیسٹوں میں علوم کا جو خزانہ ہے اس کی قدر و منزلت کو میں خوب جانتا ہوں!

۲۱ ستمبر ۱۹۹۴ء:

آج تعلیم القرآن کلاس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۱۰ تا ۱۱۹ کا ترجمہ پڑھایا اور بہت لطیف تفسیری نکات کی بھی وضاحت فرمائی۔

۲۲ ستمبر ۱۹۹۴ء:

آج علی الصبح حضور انور امریکہ اور کینیڈا کے سفر پر روانہ ہوئے "کان اللہ معہ و ایدہ فی کل مکان" اس بناء پر آج تعلیم القرآن کلاس کا نیا پروگرام پیش نہیں کیا گیا۔ اس مبارک سلسلہ تدریس کے آغاز پر ۱۵ جولائی کو حضور انور نے جو کلاس لی تھی اس کی ریکارڈنگ آج دوبارہ نشر کی گئی۔

۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء:

آج وہ پروگرام دوبارہ پیش کیا گیا جو اس سے قبل ۱۱ فروری ۱۹۹۴ء کو نشر کیا جا چکا ہے۔ اس پروگرام میں حضور انور نے مندرجہ ذیل امور پر اظہار خیال فرمایا:

☆ ایک بچہ نے لکھا ہے کہ میرے والدین بات بات پر مجھے ڈانٹتے ہیں۔ حضور نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسے بچے جن کے ساتھ یہ طریق روا رکھا جائے متوازن شخصیت لے کر بڑے نہیں ہوتے بلکہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بچوں کی تربیت پیار و محبت اور دعا کے ذریعہ کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ... ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

پر حضور انور کا تبصرہ اور چند امور کی وضاحت۔

☆ پاکستان میں بعض عیسائی یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم احمدی ان کے ساتھ مل کر پاکستان میں انسانی حقوق کی بحالی کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

☆ حضور انور کی روزانہ کی مصروفیات کا مختصر خاکہ۔

☆ جماعت احمدیہ میں یہ بہت اچھی روایت جاری تھی کہ شادی کے موقعہ پر لڑکی والے عام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش نہیں کرتے تھے مگر اب یہ سلسلہ پھر چل پڑا ہے۔ اس صورت حال پر تبصرہ اور اصولی ہدایات۔

(ع - م - ر)

اداریہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ

اللہ تعالیٰ کے جو بے انتہا فضل جماعت احمدیہ مسلمہ پر نازل ہو رہے ہیں ان میں سے ایک مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (M.T.A) بھی ہے جس کے ذریعہ دنیا بھر میں حقیقی اسلام کی تعلیمات کا پرچار کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ یہ الہام ہر روز ایک منفرد اور عظیم شان کے ساتھ پورا ہوتا ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا یہ نہایت مبارک انتظام اللہ تعالیٰ نے خود اپنے خاص فضل سے فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کے نہایت ہی مفید اور بابرکت نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دینی تعلیم و تربیت کا جو یہ انتظام اپنی خاص عنایت سے عطا فرمایا ہے اس سے بھرپور استفادہ کریں اور اس کے فیض کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں اور اس کے پروگرامز کو مفید سے مفید تر بنانے اور ان کے معیار کو ہر لحاظ سے بہتر اور بلند تر کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ اپنی ذات میں ایک بہت بڑا ادارہ بن چکا ہے۔ یورپ، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا اور ایشیاء کے مختلف ممالک میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے سٹوڈیوز قائم ہو چکے ہیں اور دنیا بھر میں سینکڑوں احمدی مخلصین ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے لئے مختلف پروگرام تیار کر رہے ہیں۔ یہ سب احباب و خواتین جو رضاکارانہ طور پر نہایت محنت، اخلاص اور جانفشانی سے مختلف خدمات بجالا رہے ہیں ساری جماعت کی دعاؤں کے حق دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کی قلبی و ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور خدمات کو قبول فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کا کام بہت وسیع ہے اور ابھی اس کے پروگراموں میں تنوع پیدا کرنے کے لئے بہت میدان خالی پڑا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ اپنے پروگرام "ملاقات" کے دوران اور اس کے علاوہ بھی کئی خطبات میں تفصیل سے ہدایات ارشاد فرمائی ہیں کہ ہمیں کس قسم کے پروگراموں کی ضرورت ہے اور کن کن زبانوں میں کس کس طریق پر نئے پروگرام تیار ہونے چاہئیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات کی روشنی میں بعض معین اردو اور انگریزی میں ریکارڈ شدہ پروگراموں کے مختلف زبانوں میں تراجم سے متعلق بعض جماعتوں کو خاص طور پر بعض کام سپرد کئے گئے ہیں اور وہ جماعتیں اس پر عمل در آمد میں کوشاں ہیں لیکن ضرورت ہے کہ مختلف زبانوں میں مثلاً خاص طور پر جرمن، بوزنین، البانین، سپینش، فرنچ، عربی، جاپانی، انڈونیشین۔ اسی طرح یورپ، افریقہ اور ایشیاء کی دیگر متعدد بڑی بڑی زبانوں میں کثرت کے ساتھ تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی نقطہ نظر سے مفید پروگرام جلد سے جلد تیار ہو کر یہاں پہنچیں۔ پرگرامز کی تیاری سے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایات مختلف اوقات میں جاری فرمائی ہیں انہیں پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ یاد رکھئے تمام برکتیں خلافت حقہ سے وابستگی اور خلیفہ وقت کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں ملتی ہیں۔ الامام جنة یقاتل من وراءہ۔

اس سلسلہ میں وہ احمدی احباب و خواتین جو مختلف زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی خدمات اپنے ملک کے امیر جماعت کی خدمت میں پیش کریں۔ اسی طرح وہ احباب جو پروگراموں کی تیاری، ریکارڈنگ وغیرہ کے سلسلہ میں تکنیکی مہارت رکھتے ہیں وہ بھی آگے آئیں اور اپنی خدمات اپنے ملک کے نظام جماعت کو پیش کریں۔ اس طرح وہ بھی اس الٰہی نعمت میں حصہ دار ہو کر برکتوں سے اپنی جھولیاں بھریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد ہوں۔ آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے فیض کو عام کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو وقف کرے، دعاؤں کے ذریعہ بھی مدد کرے اور اس غرض سے مالی قربانی میں حصہ لے کر بھی اور اس کے پروگراموں سے خود فائدہ اٹھا کر اور دوسروں کو ان میں شامل کر کے بھی۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے اور ساری دنیا کو امت واحدہ بنانے کے سلسلہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ایک غیر معمولی کردار ادا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فیض کو وسیع سے وسیع تر فرماتا چلا جائے۔ اور ہم اپنی آنکھوں سے وہ دن دیکھ لیں جب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے ——

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: طَلَبُ كَسْبِ الحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ. (مشكوة، باب كسب وطلب الحلال)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح حلال کی کمائی بھی فرض ہے۔

❀

عَنْ الْمِقْدَادِ بِنْ مَعْدِ يْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ. وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاودَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ. (بخارى، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده)

حضرت مقدادؓ بن معدی کرب بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی کسی نے اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے رزق سے بہتر رزق نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے

❀

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ. (ترمذى أبواب الأحكام، باب أن الوالد ياخذ من مال ولده)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔

نور سحر

چل گزر راہ فنا سے بے خطر ہونے کے بعد
معرکے ہوتے ہیں سر سینہ سپر ہونے کے بعد

کیا ہوا دریا میں گر موجیں قیامت خیز ہیں
پار لگتے ہیں سفینے شور و شر ہونے کے بعد

گریا پیہم سے ہوتی ہے رسائی وصل تک
رنگ لاتی ہے وفا آشفتہ سر ہونے کے بعد

جگمگا دے جلوہ توحید سے دشت جہاں
سرنگوں بیٹھا ہے کیا رشک قمر ہونے کے بعد

اٹھ گلستان جہاں میں زمزمہ پرداز ہو
خواب غفلت تا بکے نور سحر ہونے کے بعد

جوگ لینا یا اداسا کھینچنا آساں نہیں
آتا ہے دھونی رمانا دربدر ہونے کے بعد

خاک سے کمتر سہی لیکن اے مصلح کیا عجب
کیمیا بن جاؤں میں انکی نظر ہونے کے بعد

(مصلح الدین احمد راجیکی مرحوم)

(نویں قسط)

قرآن مجید پر معاند اسلام پادری وہیری کے اعتراضات اور ان کے جوابات

(سید میر محمود احمد ناصر)

چوتھے اعتراض کا جواب

پادری وہیری نے چوتھا اعتراض یہ اٹھایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نعوذباللہ مفتری ہونا اس لئے بھی ثابت ہے کہ حضورؐ ایک طرف تو سابقہ صحائف کی تصدیق کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ان صحائف کے ہر بنیادی اصول کا انکار کرتے ہیں:

it's testomony to the imposture of the Arabian Prophet, in his professing to attest to the former Scriptures, while denying every cardinal doctrine of the same .....''

گویا پادری وہیری کی رائے کے مطابق جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور وہ اپنے سے پہلی کتب کی تصدیق کا مدعی ہو مگر ان کتابوں کے بنیادی عقائد کا انکار کرے وہ Imposter ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سابقہ کتابوں کی تصدیق یا ان کے انکار کے موضوع کی تفصیل میں جائیں اور اس کی اصل حقیقت جانیں ہم پادری وہیری صاحب کے اس خود ساختہ اصول پر ان کے انجیلی یسوع کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انجیلی یسوع کو اس معیار پر جانچنے سے اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ سو واضح ہو کہ یسوع نے انجیل میں سابقہ صحائف یعنی تورات، نابییم اور کتوبیم کی تصدیق کے بارہ میں یہ ارشادات فرمائے ہیں۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے"۔

(متی ۵ : ۱۷ تا ۲۰)

اس عبارت میں یسوع توریت اور نبیوں کی کتابوں کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کو واجب العمل قرار دیتے ہیں۔

پھر لکھا ہے:۔

"یسوع نے انہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اس شخص کو جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اسلئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں"۔

(یوحنا ۱۰ : ۳۴ تا ۳۶)

اس حوالہ میں کہا گیا ہے کہ سابقہ صحائف کا باطل ہونا ممکن نہیں۔

اسی طرح لکھا ہے:۔

"پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے"۔

(متی ۷ : ۱۲)

عیسائی نئے عہد نامہ کی اخلاقی تعلیم خصوصاً پہاڑی وعظ میں دی گئی تعلیم پر بہت ناز کرتے ہیں۔ یہاں یسوع کا یہ ارشاد ہے کہ یہ تعلیم اس لئے قابل العمل ہے کہ سابقہ صحائف کی تعلیم کے مطابق ہے۔

○ ان حوالوں کے علاوہ جہاں جہاں بھی حضرت مسیحؑ نے پرانے عہدنامہ کا ذکر کیا ہے اسے مقدس اور واجب العمل ہی قرار دیا ہے۔ لیکن کیا پادری وہیری اور ان کے ہم مسلکوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیحؑ پرانے عہد نامہ کے Cardinal Doctrines کو تسلیم کرتے ہیں؟ جواب نفی میں ہے۔

○ پرانے عہدنامہ کا بنیادی عقیدہ اور اصل الاصول خداتعالیٰ کی مطلق توحید ہے جس میں باپ، بیٹا، روح القدس کی تثلیث کا کوئی تصور نہیں۔ کیا اناجیل کے یسوع کی یہی تعلیم ہے؟

○ پرانے عہدنامہ کا دوسرا بنیادی عقیدہ اور اصل الاصول موسوی شریعت کے تمام آئینوں اور قوانین کا راست ہونا اور نجات کے حصول کے لئے واجب العمل ہونا ہے۔ کیا اناجیل کا یسوع، موسوی شریعت کے تمام آئین اور قوانین کو راست اور واجب العمل تسلیم کرتا ہے؟ پرانے عہد نامہ کا ایک آئین بطور نمونہ درج ہے۔

"جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مارے تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا"۔

(استثناء ۷ : ۲)

"تب سیحون اپنے سب آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلہ میں نکلا اور جنگ کرنے کے لئے یہض میں آیا اور خداوند ہمارے خدا نے اسے ہمارے حوالے کر دیا اور ہم نے اسے اور اس کے بیٹوں کو اور اس کے سب آدمیوں کو مار لیا اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہروں کو لے لیا اور ہر آباد شہر کو عورتوں اور بچوں سمیت بالکل نابود کر دیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا"۔

(استثناء ۲ : ۳۲، ۳۴)

کیا یسوع اس بنیادی تعلیم کی تائید کرتے ہیں؟

○ پرانے عہد نامہ کا تیسرا بنیادی تصور بنی اسرائیل کا چنیدہ قوم ہونا ہے جو سب کلام الٰہی کا مورد اور تمام شریعت کی مخاطب اور تمام روحانی برکتوں کی حامل ہے۔ کیا پادری وہیری صاحب اس محدود تصور کے قائل ہیں؟ کیا حضرت مسیحؑ کا پیغام بھی سابقہ صحائف کے پیغام کی طرح بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے محدود ہے؟

○ پرانے عہد نامہ میں حلت و حرمت کے بعض قوانین پر غیر معمولی زور ہے مثلاً سبت کی حرمت کو بنیادی احکامات میں شامل کیا گیا ہے۔ سور کی ممانعت پر غیر معمولی زور ہے۔ کیا عالم عیسائیت نے اپنے زعم میں انجیل میں مسیح کی تعلیمات کی روشنی میں صحائف قدیمہ کے ان کلیدی احکامات کی بے حرمتی نہیں کی؟

☆ ہم نے یہ چار مثالیں بطور نمونہ درج کی ہیں۔ پادری وہیری صاحب نے یہ اصول بنایا تھا کہ قرآن شریف ایک طرف سابقہ صحائف کی تصدیق کرتا ہے اور دوسری طرف ان کے Cardinal اصولوں کی تردید کرتا ہے اور یہ نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے مفتری ہونے کا ثبوت ہے۔ (نعوذ باللہ)۔

مگر جو اصول انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعوذباللہ مفتری ہونے کے لئے تراشا تھا وہ خود الٹ کر پڑتا ہے اور انجیل کے پیش کردہ یسوع نے صحائف سابقہ کو مقدس اور "باطل ہونا ممکن نہیں" قرار دے کر پھر ان کے ہر بنیادی اصل کی تردید کی ہے۔

☆☆ اب ہم قرآن شریف اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتے ہیں۔ پادری وہیری صاحب کہتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ گواہی دینا کہ نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ صحائف کی تصدیق کرتا ہے اور پھر ان صحائف کے بنیادی اصولوں کی تردید کرنا آپؐ کے نعوذباللہ افتراء کا ثبوت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف اور نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا صحائف سابقہ سے رویہ آپ کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ کاش پادری وہیری صاحب بصیرت سے کام لیتے۔

قرآن شریف کا اصولی موقف یہ ہے کہ اس دنیا کا خالق و مالک خدا رنگ و نسل اور ملک کی حدود سے بالا ہو کر سب کا رب ہے۔ اور جس طرح اس کا سورج سب دنیا کو روشن کر رہا ہے، اور اس کا چاند سب علاقوں کو جگمگا رہا ہے، اس کی بارش سب ملکوں کو فیض پہنچا رہی ہے، اسی طرح اس کا روحانی فیض بھی بلا تمیز رنگ و نسل و ملک سب قوموں کے لئے ہے اور "ان من امة الا خلا فیہا نذیر" (سورة فاطر. ۲۵)۔ ہر امت رسالت کے فیض سے فیضیاب ہوتی رہی ہے۔ قرآن مجید میں متفرق مقامات پر یہ وضاحت بھی ہے کہ یہ سب رسول بلا تفریق ایک خدا کے رسول تھے (لا نفرق بین احد منہم۔ سورة البقرہ: ۱۳۷)۔ اور ان سب رسولوں کی اساسی اور کلیدی اور بنیادی تعلیم توحید باری تعالیٰ اور ہمدردی بنی نوع انسان پر مشتمل تھی۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

(سورة البینة : ۶) اور یہ سب واجب الاطاعت تھے۔ (وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ سورة النساء. ۶۵) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کی آخری بلند کڑی (خاتم النبیین) ہیں (سورة الاحزاب : ۴۱)۔ مگر ان سے الگ نہیں (وما کنت بدعاً من الرسل۔ سورة الاحقاف: ۱۰)۔ قرآن شریف کا تصور یہ ہے کہ یہ سب رسول جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے قومی اور ملکی اور علاقائی رسول تھے مگر جب انسانیت ارتقاء کے ایک خاص مقام پر پہنچ گئی اور تاریخی لحاظ سے اس مرحلہ پر آ گئی جو عالمی ذرائع مواصلات کے قیام کے لئے دہلیز کی حیثیت رکھتا تھا اور دوسری طرف سابقہ انبیاء اور صحائف کے پیرو اپنی تعلیم بھول گئے اور ان کے آسمانی صحائف انسانی دستبرد کا شکار ہو گئے (ظہر الفساد فی البر والبحر۔ سورة الروم : ۴۲)۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہی بنیادی تعلیم جو سابقہ امتیں بھلا چکی تھیں کامل اور مکمل شکل میں آپؐ کو دی گئی۔ اور جہاں سابقہ انبیاء ایک قوم یا ملک یا نسل کے لئے تھے، وہاں آپؐ ساری دنیا اور سب قوموں اور سارے زمان و مکان کے لئے مبعوث ہوئے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(الاعراف : ۱۵۹)

پس قرآن شریف کا موقف یہ ہے کہ قرآن شریف صحائف سابقہ کی تصدیق بھی کرتا ہے مگر (مھیمناً علیہ ۔ سورة المائدہ. ۴۹) ان پر نگران بھی ہے اور ان کی غلطیوں کی نشان دہی کرتا ہے جو ان میں راہ پا گئی ہیں اور ان اختلافات کا فیصلہ بھی فرماتا ہے جو ان غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہو چکے ہیں

SUPPLIERS OF ALL
CROCKERY, CUTLERY AND
DISPOSABLE CROCKERY FOR
WEDDINGS, PARTIES AND
OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA
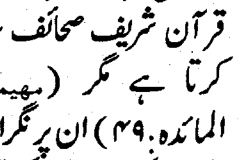
CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue,
Southall, Middx UB1 2AA

ASIAN JEWELLERY AT
DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS WELCOME
REPAIRS AND ALTERATIONS
DULHAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

(وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ - سورۃ النحل : ۶۵) قرآن مجید کے اس اصولی موقف کو جب ہم ان صحائف پر چسپاں کرتے ہیں جو پادری وہیری صاحب کے نزدیک صحائف مقدس کی حیثیت رکھتے ہیں تو قرآن مجید کی عظمت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت خوب کھل کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔

ان صحائف کے بارہ میں قرآن شریف کی متعدد آیات میں مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ کی آیات ۷۶، ۷۹، ۸۰، ۸۶، ۹۰، ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۱۴، ۱۲۲۔ سورۃ آل عمران کی آیات ۵، ۲۴، ۵۰، ۷۱، ۷۲، ۷۹۔ سورۃ النساء کی آیت ۴۷ اور سورۃ المائدہ کی آیات ۱۳ تا ۱۷، اسی طرح المائدہ ۴۷ تا ۴۹ اور ۶۹۔ سورۃ بنی اسرائیل ۳ بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قرآن مجید کی ان آیات میں اس بنیادی حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر توراۃ نازل فرمائی تھی اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل یعنی بشارات عطا فرمائی تھیں اور ان میں ہدایت اور نور تھے اور ان دونوں کا پیغام بنی اسرائیل کے لئے محدود تھا مگر بنی اسرائیل کی غالب اکثریت ان کے احکامات اور روشنی سے عاری ہو چکی ہے اور توراۃ و انجیل کی حقیقی روح سے غافل ہے۔

مزید بر آں تورات و انجیل کے اصل نسخے محفوظ نہیں رہے اور بعد میں لکھنے والوں نے اس کی تحریر میں دانستہ اور نادانستہ غلطیاں کی ہیں۔ قرآن مجید ان کتابوں پر مہیمن ہے اور جہاں اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ تورات اور انجیل کلام اللہ ہیں وہاں ان کی دانستہ یا نادانستہ غلطیوں کی اصلاح بھی کرتا ہے اور ان کے اختلافات کا فیصلہ فرماتا ہے۔

○ اب بتائیے پادری وہیری صاحب کہ کیا ان ٹھوس اور بنیادی حقائق میں سے جو قرآن مجید نے آپ کے صحائف کے بارہ میں بیان کئے ہیں آپ کسی ایک بات پر بھی انگلی رکھ سکتے ہیں۔

○ قرآن مجید تو تورات و انجیل کو ابتداءً الٰہی کلام قرار دیتا ہے جبکہ خود آپ کے بھائی بند کی غالب اکثریت اب اس عقیدہ کو خیرباد کہہ چکی ہے۔

○ قرآن کہتا ہے اصل کتب موجود تھیں اور ان کی جو نقل در نقل اب موجود ہے وہ دانستہ و نادانستہ غلطیوں سے بھری ہوئی ہے کیا اس میں کسی شبہ کی گنجائش ہے؟

○ کیا پرانے عہد نامہ کا Massoretic متن وہی ہے جو ابتداءً لکھا گیا تھا۔

○ کیا نئے عہد نامہ کے قلمی نسخوں کے بے پناہ اختلافات کی وجہ سے Textual Criticism ایک پوری سائنس کے طور پر ابھر کر سامنے نہیں آ چکا؟

○ کیا Pope Pius XII نے ۱۹۴۳ء میں نئے عہد ناموں کے نسخوں میں اختلافات کو تسلیم کر کے Textual Criticism کے فن کے ذریعہ اس کی تصحیح کی اجازت کا فتویٰ جاری نہیں کیا تھا؟

پادری وہیری صاحب! اگر آپ تفصیل سے ان مقامات کا مطالعہ کریں جہاں آپ کی کتب کی عمومی تصدیق کے باوجود قرآن مجید ان کتب سے اختلاف کرتا ہے تو قرآن مجید کے بیان کی حکمت اور عظمت کھل کر آپ کے سامنے آ جائیگی۔

○ سب سے پہلے توحید اور تثلیث کی تعلیم کو لیجئے اور توحید اور مسیح کی الوہیت کے مسئلہ پر غور کیجئے۔ قرآن شریف بار بار بڑی وضاحت سے خدا تعالیٰ کو احد اور واحد قرار دیتا ہے اور مطلق توحید باری تعالیٰ کا اعلان کرتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کے صحائف تثلیث فی التوحید کا پرچار کرتے ہیں جس کی تشریح آپ کے عقیدہ کے مطابق یہ ہے کہ الوہیت میں تین اقانیم ہیں جو باپ بیٹا اور روح القدس کہلاتے ہیں یہ تینوں ازلی ابدی ہیں۔ تینوں شان، جلال اور مرتبہ میں برابر ہیں ۔ تینوں کامل علم اور ارادہ کی صفت کے مالک ہیں۔ باپ بھی کامل خدا ہے، بیٹا بھی کامل خدا ہے، روح القدس بھی کامل خدا ہے۔ مگر خدا تین نہیں مگر ایک خدا ہے۔ ہم تو ایسا نہیں سمجھتے۔ مگر خود آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے صحائف مقدسہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے براہ مہربانی ذرا سوچ کر دیکھئے کہ ان میں کونسا عقیدہ عقل اور صحیح فطرت کے مطابق ہے۔ یہ عقیدہ کہ خدا ایک ہے یا یہ عقیدہ کہ خدا ایک ہوتے ہوئے بھی تین ایسے وجودوں پر مشتمل ہے جو آپس میں حقیقی امتیاز رکھتے ہیں، سچ مچ ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں، بلا شبہ ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ تینوں مرتبہ میں مساوی، شان میں برابر، علم و جلال میں یکساں اور تینوں ارادہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ تینوں الگ الگ کامل خدا ہیں مگر پھر بھی خدا تین نہیں مگر ایک ہے۔

آپ شاید وہی گھسا پٹا جواب دیں گے کہ ٹھیک مگر خدا کی ہستی عقل سے بالا ہے اور عقل کے پیمانہ پر خدا کو ناپا نہیں جا سکتا۔ مگر پادری صاحب یہ یاد رکھیں کہ آپ جو بات کہہ رہے ہیں وہ عقل سے بالا نہیں، عقل کے خلاف ہے۔ ایمان ایسی باتوں کا مطالبہ تو کر سکتا ہے جن کی کنہ اور نیچر کو انسانی ذہن سمجھ نہیں سکتا مگر ایمان ایسی باتوں پر ایمان لانے کا تقاضا نہیں کر سکتا جو صریحاً خلاف عقل ہوں۔ تین وجودوں کا پورے طور پر ہر لحاظ سے ہر جہت سے کامل خدا ہونا اور پھر خدا کا تین نہ ہونا بلکہ ایک ہونا اور تین اقانیم کا کلیۃً حقیقتاً امتیاز رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے میں اس طرح شامل ہونا کہ وہ تین نہیں بلکہ ایک ہیں صریحاً سادہ بنیادی عقل انسانی کے خلاف ہے نہ کہ اس سے بالا ہے۔

لیکن بالفرض یہ عقیدہ خلاف عقل نہیں بلکہ بالائے عقل ہے اور اس پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے تو پھر کلام الٰہی میں اس کا واضح بیان ضروری ہے۔ اول تو ہر چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے اور جس پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں مل سکتی، کا ذکر کلام الٰہی میں لازمی ہے۔ مگر ایسی چیز جو آپ کے بقول عقل انسانی سے بالا ہے اور ہمارے خیال میں عقل انسانی کے خلاف ہے اس کا ذکر تو صاف روشن اور واضح الفاظ میں کلام الٰہی میں ہونا چاہئے۔ ہم نے بار بار بائبل کو پڑھا اور بغور پڑھا اور اس میں کہیں بھی تثلیث کا ذکر نہیں پایا۔ نہ پرانے عہد نامہ میں تثلیث کا لفظ موجود ہے نہ تثلیث کا مضمون ہے۔ نہ نئے عہد نامہ میں تثلیث کا لفظ موجود ہے نہ تثلیث کا مفہوم۔

○ اس کے ساتھ ہی الوہیت مسیح کے عقیدہ کو لیجئے حضرت مسیحؑ بار بار اپنے آپ کو انسان کا بیٹا کہتے ہیں۔ ۷۸ مرتبہ حضرت مسیحؑ اپنے لئے Son of man کا لفظ اناجیل میں بولتے ہیں (آپ کے بھائیوں نے اردو ترجمہ میں اس لفظ کا ترجمہ ابن آدم کر کے اس کے زور کو کم کرنے کی کوشش کی ہے) ، اپنے نیک ہونے سے انکار کرتے ہیں، اپنے اختیارات رکھنے کی نفی کرتے ہیں، اپنے علم غیب سے منکر ہیں، تمام بشری حوائج اور انسانی حد بندیوں کے حامل بھوک، نیند، کھانا پینا، سردی گرمی، غصہ ناراضگی (غرض مسکراہٹ کے سوا) باقی سب انسانی انداز و خصائص حضرت مسیحؑ میں اناجیل کی رو سے پائے جاتے ہیں اور خدائی صفات و قدرت کا کہیں بھی ذکر نہیں تو اگر قرآن نے انجیل کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی طرف منسوب غلطیوں کی تردید کی تو کیا برا کیا؟

قرآن مجید نے کفارہ کے مسیحی تصور کی بھی بڑے زور سے تردید فرمائی ہے۔ آپ کو اعتراض ہے کہ قرآن شریف انجیل کی تصدیق کرتے ہوئے اس کے بنیادی عقائد کی تردید کرتا ہے اور اس طرح نعوذ باللہ اپنے افتراء ہونے کی گواہی مہیا کرتا ہے ۔ مگر اس بنیادی سوال کے بعد کہ کیا یہ اناجیل وہی ہیں جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے؟ کیا قرآن متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا کی طرف منسوب ہونے والی اناجیل کی تصدیق کرتا ہے جو نہ حضرت مسیحؑ نے دیکھیں نہ پڑھیں یا اس انجیل یعنی بشارت کی تصدیق کرتا ہے جو حضرت مسیحؑ کو دی گئی اور جس کے نتیجہ میں حضرت مسیحؑ نے ایک آنے والے فارقلیط کے ظہور کی بشارت دی۔ ایک ایسی سچائی کی روح کی بشارت دی جو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ان چاروں اناجیل میں جو آپ کی مسلمہ اناجیل ہیں حضرت مسیحؑ نے کفارہ کے اس تصور کی تعلیم دی ہے جو آپ عیسائیوں کا عقیدہ ہے؟

اگر آپ روایتی عقائد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر اناجیل اربعہ کو غور سے پڑھیں اور ان میں بالخصوص ان کلمات کا مطالعہ کریں جو حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب ہیں - (اس غرض سے آپ کسی Red Letter بائبل سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں) تو آپ دیکھیں گے کہ نجات کے بارہ میں آپ کا موجودہ تصور حضرت مسیحؑ کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ آپ کا کفارہ کا تصور اس بات پر مبنی ہے کہ حضرت مسیحؑ نے یہودی شریعت کو منسوخ کر دیا، اب نجات کے لئے شریعت پر عمل کی ضرورت نہیں، حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت پر ایمان لانا کافی ہے۔ ذرا خدا کا خوف رکھ کر بتائیے کہ کیا حضرت مسیحؑ اور آپ کے حواریوں کا یہی موقف تھا؟ کیا حضرت مسیحؑ اور ان کے حواری پوری پابندی سے شریعت پر عمل نہیں کرتے تھے؟ اس کو واجب العمل نہیں سمجھتے تھے؟ سنئے حضرت مسیحؑ کیا فرماتے ہیں۔

> یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہر گز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھلائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہر گز داخل نہ ہوگے"۔

(متی ۵ : ۱۷ تا ۲۰)

(باقی اگلے شمارہ میں)

☆

ہر قدم پھر نئی نویلی ہے
یہ محبت عجیب پہیلی ہے
کتنی رونق ہے دل میں زخموں کی
یاد تیری مگر اکیلی ہے
لفظ لکھنے کی اک نئی طاقت
ہم نے تیرے خیال سے لی ہے
میرے سینے میں چیختی تنہائی
اک مری بےزباں سہیلی ہے
میری قسمت کو تھامنے والی
کیسی حیرت زدہ ہتھیلی ہے

(آصف محمود باسط)

MOST COMPETITIVE PRICES
IN WORLD WIDE FREIGHT
FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE,
HOUNSLOW,
MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

AUTO REPAIRS
ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES
FOR FURTHER INFORMATION CALL
NASEER AHMAD KHALID
ON:
(081) 789 1913

خطبہ جمعہ

ان اعلیٰ مراتب کو حاصل کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر رکھے ہیں، آپ پر لازم ہے کہ اخلاق مصطفویؐ کو اپنائیں اور ان سے چمٹ جائیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲ ستمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۲ تبوک ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام احمدیہ سنٹر شنیلزن (Schnellsen) (ہیمبرگ، جرمنی)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

آج مختلف ملکوں میں جو اجتماعات وغیرہ ہو رہے ہیں ان میں سے جن کی طرف سے دعا کی درخواست آئی ہے اور اعلان کرنے کا تقاضا ہے ان میں مجلس انصار اللہ ضلع کوئٹہ اور مجلس انصار اللہ ضلع چکوال کے دو روزہ سالانہ اجتماعات یکم ستمبر سے شروع ہیں اور آج خطبہ جمعہ کے ساتھ اختتام ہو گا۔ جماعت ہائے احمدیہ ویسٹرن کینیڈا کا سترھواں جلسہ سالانہ کل ۳ ستمبر سے شروع ہو رہا ہے اور دو دن جاری رہے گا۔ تعلیم الاسلام پبلک اسکول آسنور کشمیر نے ۲۸ اگست کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا۔ اطلاع دیر سے ملنے کی وجہ سے اعلان نہ ہو سکا۔ انہوں نے بھی اس موقع پر پیغام کی خواہش کی تھی۔ ایک فیکس ابھی ملا ہے لجنہ کوماکی، جاپان کا ایک روزہ سالانہ اجتماع ۴ ستمبر بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے ان سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے سب اجتماعات کو محض للہ کرے اور محض للہ اجتماعات کی تمام برکتوں سے ان کو نوازے۔

جیسا کہ میں پہلے بار بار یاد دہانی کروا چکا ہوں خطبات کا جو سلسلہ جاری ہے اس کا گہرا تعلق سورہ جمعہ کی اس عظیم خوشخبری سے ہے۔ "و آخرین منهم لما یلحقوا بهم" کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان آخرین میں بھی بھیجے جائیں گے جو ابھی تک ان اولین سے مل نہیں سکے۔ یعنی ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ وہ آخرین پیدا ہونگے جنہیں اللہ تعالیٰ ان اولین سے ملا دے گا۔ میں جماعت کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ اس ملانے کے لئے ایک بہت عظیم اور مضبوط پل کی ضرورت ہے اور یونہی کہانیوں کی طرح فرضی طور پر نہیں ملائے جائیں گے بلکہ اس کی ایک معقول وجہ دکھائی دے گی اور دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آخرین اولین سے مل گئے ہیں۔ وہ ملانے والا پل کہہ لیجئے یا وہ مضبوط رسی جس کے ذریعے سے آپ کا اولین سے رابطہ ہونا ہے وہ خلق محمدی ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس طرح اپنوں پر محنت فرمائی اور دن رات جانفشانی کے ساتھ آپ نے اپنے صحابہ کے اخلاق کو درست فرمایا اور کچھ فطری طور پر آپ کے حسن میں ایسی شان تھی کہ محنت کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی اس لئے بہت سے عشاق تھے جو آپ کے حسن کے گرویدہ ہو کر از خود ہی آپ کے اخلاق ان کی ذات میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ یعنی نور محمدی ان میں سرایت کرتا جاتا تھا اب بھی وہی دور ہے ان معنوں میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کو از سر نو زندہ صورت میں دکھائیں اور آنحضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ وہ آنے والا ایک ایسا شخص ہو گا کہ ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اسے زمین پر کھینچ لائے گا۔ پس ایمان کا دوبارہ زندہ ہونا اور خلق محمدی کا انسانوں کی سیرت میں سرایت کر جانا در حقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح اور آپ کے اعمال حسنہ کے حوالے سے جو میں خطبات کا سلسلہ دے رہا ہوں ان کو توجہ سے سنیں اور ان پر غور کریں اور جہاں تک توفیق ملے دعاؤں کے ساتھ، صبر کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سے نمازوں کے ذریعے مدد مانگتے ہوئے ان تمام اخلاق کو اپنائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق تھے۔ ان تمام اخلاقی نصیحتوں پر عمل فرمائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں عطا فرمائیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرہ بالنار)۔ اب یہ ایک ایسی بات ہے جو اس زمانے کا روزمرہ کا دستور بن چکی ہے۔ اور بڑی قومیں اگر حق مارتی ہیں تو قومی حساب سے مارتی ہیں۔ انفرادی اخلاق کے لحاظ سے ان کا مرتبہ مشرقی قوموں کے مقابل پر بہت اونچا ہے لیکن قومی ظلم و ستم میں کسی طرح کسی سے پیچھے نہیں۔ مگر بہر حال جہاں فرداً فرداً کسی کے حقوق کی ادائیگی کا سوال ہے، سچ بولنے کا سوال ہے، لین دین میں دیانتداری کا سوال ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی اقوام، مشرقی اقوام کے مقابل پر غیر معمولی طور پر اسلام کے قریب ہیں اور یہ خوشکن پہلو ہے جس کو دیکھ کر ان کے لئے نجات کی امید پیدا ہوتی ہے مگر وہ مشرقی اقوام جو دن رات مذہب کا پرچار کرتی ہیں مذہب کے نام پر ہر قسم کی زیادتی بھی جائز سمجھتی ہیں اپنے نفس پر زیادتی کی قائل نہیں ہیں۔ اپنے نفس کو ذبح کر کے خدا کے حضور حاضر کر دینے کی قائل نہیں ہیں۔ جہاں ان کے ذاتی مفادات کا قومی مفادات سے ٹکراؤ ہو، جہاں ان کے ذاتی مفادات کا مذہبی مفادات سے ٹکراؤ ہو، اعلیٰ روحانی اقدار کا تصادم ہو وہ ہمیشہ اعلیٰ اقدار کو اپنی ذلیل ادنیٰ اقدار پر قربان کرتی چلی جاتی ہیں۔ یہ وہ گہرا نقص ہے جو لین دین کے معاملات میں سب سے زیادہ کریہہ صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ پس لین دین کے معاملات میں ہمارے اکثر مشرقی ممالک میں اتنی کریہہ صورت ہے، اتنی مکروہ صورت ہے کہ وہ صورتحال دیکھ کر یقین نہیں آسکتا کہ ان سوسائٹیوں کا حقیقتاً مذہب سے کوئی تعلق ہے۔ ہمارے سپرد اگر ہم آخرین ہیں، اگر ہم وہی ہیں جن کا سورہ جمعہ میں ذکر فرمایا گیا نہ صرف اپنے خلق کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلق کے مطابق کرنا ہے بلکہ ان تمام قوموں کے اخلاق میں بھی پاک تبدیلی پیدا کرنا ہے اور ہماری بعثت کا اولین مقصد ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت میں جہاں داغ داغ یہ کمزوریاں دکھائی دیتی ہیں اس سے غیر معمولی تکلیف پہنچتی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ نسبتاً یہ چادر سفید ہے مگر یہاں نسبت کا معاملہ ایک دھوکے والا معاملہ ہے۔ جب آپ کہتے ہیں جماعت احمدیہ نسبتاً بہتر ہے تو موازنہ کرتے ہیں ان بدوں سے جو تمام تر بدیوں میں ڈوبے پڑے ہیں ان کے مقابل پر تو اچھا ہونا کوئی خوبی اور تعریف کی بات نہیں ہے اس پر تو یہی محاورہ صادق آتا ہے کہ "اندھوں میں کانا راجہ" کانا ہونا ایک عیب ہے اور عیب ہی رہے گا ہاں اگر اندھوں کی دنیا میں اس کو راجہ منتخب کر لیا جائے تو یہ موازنہ کر کے کہ دیکھیں اندھوں کا راجہ ہے آپ اس کے عیب کو دور تو نہیں کر سکتے۔ پس موازنہ کرنا ہے ان سے جن سے خدا نے کیا ہے یعنی اولین سے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ "والذین معہ" اور ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے۔ جنہوں نے آپ سے اخلاق سیکھے ان سے جب موازنہ کریں تو اپنی نیکیاں بھی داغ داغ دکھائی دینے لگتی ہیں۔

پس ترقی کی خاطر اور ان اعلیٰ مراتب کو حاصل کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر رکھے ہیں مگر ہاتھ بڑھانا اور چند قدم اس طرف بڑھانا ہمارا کام ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ اخلاق مصطفوی کو اپنائیں اور ان سے چمٹ جائیں، اسے وہ رسی سمجھ لیں، وہ عروۃ الوثقیٰ سمجھ لیں جس پر ہاتھ ڈال دیں کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت اس ہاتھ کو اخلاق مصطفوی سے جدا نہ کر سکے۔ یہ وہ مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں اور اس کی اہمیت بار بار بیان کرنی پڑتی ہے، بار بار تمہید آپ کے سامنے پیش کرنی پڑتی ہے تا کہ آپ محض اس کو ایک عام درس نہ سمجھ لیں، اس اعلیٰ مقصد کے ساتھ ہمیشہ اس کا ربط پیش نظر رکھیں اس کا تعلق ہمیشہ آپ کے سامنے رہے۔ پھر ان باتوں کو سنیں اور ان باتوں پر عمل کی کوشش کریں۔

لین دین کے معاملات ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مجھے جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی ہمیشہ تکلیف دہ خبریں ملتی رہتی ہیں۔ ایسے افراد کی شکایتیں آتی ہیں بعض دفعہ غیر کرتے ہیں، بعض دفعہ غیر احمدی مسلمان کرتے اور بعض دفعہ غیر مسلم بھی طعنہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان سے بعض دفعہ مجھے غیر مسلموں کے طعنے ملے کہ ہم نے سنا تھا آپ کی جماعت بہت خدا ترس جماعت ہے، نیک جماعت ہے اور اس جماعت کے اس فرد نے تو ہم سے یہ معاملہ کیا۔ جب تحقیق کروائی گئی تو اس غیر مسلم کی بات سچ نکلی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ میں جماعت سے تعلق قائم رکھنے کا اتنا گہرا جذبہ ہے کہ اگر ان کو یہ خطرہ محسوس ہو، بعض انسانوں کو جو بعض باتوں میں کمزوری دکھاتے ہیں، کہ اس کے بعد ہماری علیحدگی ہے تو پھر وہ حتی المقدور کوشش کرتے ہیں کہ علیحدگی کی نوبت نہ آئے۔ تو ایسے لوگوں کو جب میں نے لکھا اور ان کو علم ہوا کہ بات مجھ تک پہنچ چکی ہے تو کسی کمیشن بٹھانے کی ضرورت نہیں پڑی، کسی اور جھگڑے کو طول دینے کی ضرورت نہیں پڑی از خود انہوں نے استغفار کیا، توبہ کی، وہ رقمیں جو دبا بیٹھے تھے ادا کیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو خطرناک ٹھوکر سے نجات پانے کی توفیق ملی۔ یہاں جرمنی سے بھی ایک دفعہ ایک ہندو عورت نے مجھے لکھا کہ فلاں شخص پر جو جماعت احمدیہ کا ممبر ہے میں نے احسان کیا، اس کے ساتھ حسن معاملہ کیا، اور اس نے پھر یہ مجھ بدلہ دیا کہ اتنے میرے پیسے دبا کے بیٹھ گیا ہے۔ جب اس کی ضرورت تھی محض اس لئے کہ میرا احمدیوں سے تعلق تھا اور میں جانتی تھی کہ احمدی عام انسانی معاملات میں باقی سب سے بہتر ہیں اس بات پر بھروسہ کرتے ہوئے میں نے اس پر بھروسہ کیا بلکہ احسان کا معاملہ کیا تو بہت ہی تکلیف دہ صورتحال میرے سامنے آئی اور ایسی اور بھی آتی رہتی ہیں اگرچہ کم ہیں مگر ہیں ضرور۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس ارشاد کو غور سے سن لیجئے۔

خلق محمدیؐ میں ہماری نجات ہے۔ اس کو اپنائیں پھر جتنا بھی آپ کا حق ہو وہ آپ کو ملے گا اور اسی میں برکت پڑے گی

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا حضور اگر وہ تھوڑی سی چیز ہو تو پھر بھی آپ نے فرمایا ہاں چاہے پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ معمولی بھی ہو تو اس کی یہی سزا ہوگی۔ لیکن یہاں لفظ مسلمان سے آپ کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہوں۔ دوسری احادیث میں بالبداہت یہ ذکر ملتا ہے کہ مسلمان کے لئے کسی انسان کا حق مارنا بھی دوزخ کھانے کے مترادف ہے۔ پس بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ مسلمانوں میں اسلام کی محبت کے تقاضے کے پیش نظر، ان کو خصوصیت سے ایک تحریک کرنے کی خاطر اور ایک چیز کی کراہت بتانے کے لئے جو شخص اپنے بھائی کو نہیں چھوڑے گا غیر کو اس سے کیسے امن مل سکتا ہے۔ پس یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آنحضورؐ کا مقصد یہ ہے کہ تم مسلمان کا مال نہ کھانا بلکہ غیروں کے کھا جانا۔ یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس پر قرآن لعنت ڈالتا ہے اور یہود کی مثال لعنت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اپنوں کے تو بے شک حقوق ادا کرو، غیروں کے پیسے جتنے ہیں کھاؤ سب تم پر حلال ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے پاکستان کے بعض مولوی فتوے دیتے پھرتے ہیں اور کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں کہ جس جس نے بھی کسی احمدی کے پیسے دینے ہیں وہ نہ دے وہ اس احمدی پر حرام ہیں اور جس نے دینے ہیں اس پر حلال ہو چکے ہیں تو یہ بدبخت یہود کی خصلت ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قرآن اس عادت پر لعنت ڈالتا ہے کہ اپنوں کے پیسوں کے ساتھ تو ٹھیک معاملہ کرو اور غیروں کے پیسے ہضم کر جاؤ۔ یہ ایک ایسی مکروہ چیز ہے جس کی مثال قرآن کریم نے کھول کر بیان کر دی۔ پس احادیث نبویہ کو قرآن سے الگ کر کے ان کو سمجھنا ایک جہالت ہے اور احادیث پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ پس جہاں بھی مسلمان کا لفظ آیا ہے وہاں گہرائی سے اس مضمون میں ڈوب کر سمجھنا چاہئے کہ کیوں فرمایا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو شخص ایسا بدنصیب ہو کہ اپنے جیسے اپنے بھائی مسلمان کے پیسے بھی مار جاتا ہے اس سے غیروں کے معاملات میں انصاف کرنے کی کوئی دور کی بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ وہ تو سارے بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔ پس لفظ مسلمان کہنا اس موقع پر غیر کے مال کھانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ غیر کے مال کھانے سے روکنے کے لئے ایک عمدہ نصیحت کا طریق ہے جسے اسلام کی محبت کو اکسا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تربیت کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ پس فرمایا کہ جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث بخاری کتاب البیوع سے لی گئی ہے اور پہلی حدیث جو میں نے پڑھی تھی وہ مسلم کتاب الایمان سے اخذ کی گئی تھی۔

وہ لوگ جو حسد کرنے لگتے ہیں ان کی نیکیاں بعض دفعہ اس طرح کھائی جاتی ہیں کہ اس کے بعد ان کو روحانی طور پر کوڑھ ہو جاتا ہے

حضرت حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں انہیں اختیار ہے کہ وہ سودا فسخ کر دیں اور اگر خرید فروخت کرنے والے سچ بولیں اور مال میں اگر کوئی عیب یا نقص ہے تو اسے بیان کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس سودے میں برکت دے گا اور اگر وہ دونوں جھوٹ سے کام لے کر کسی عیب کو چھپائیں گے یا ہیرا پھیری سے کام لیں گے تو اس سودے سے برکت نکل جائے گی۔

(بخاری کتاب البیوع باب اذا لم یوقت الخیار ھل یجوز البیع)

اس میں لین دین کے معاملات کی دو تین نصیحتیں ہیں ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ روز مرہ کا اپنا فطرت ثانیہ کی طرح کا دستور بنا لینا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ جب تک سودا ہو رہا ہے اور اگر افہام تفہیم ہو بھی گئی ہے، ہاں کہہ بھی دی گئی ہے اگر اٹھنے سے پہلے کوئی شخص وہ سودا فسخ کر دیتا ہے تو اس کو حق ہے لیکن اٹھنے کے بعد جب جدائی پڑ جائے پھر اس کو حق نہیں ہے کہ اس سودے کو فسخ کرے۔ دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے سچ بولیں یعنی اپنے اموال کے عیوب بھی بیان کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جس کی ڈھیری ہے گندم وغیرہ کی جنس کی اس میں جو خراب دانے ہیں وہ اوپر کر کے پیش کرے اور جو کمزور دانے ہیں یا خراب ہیں یا بھیگے ہوئے ہیں ان کو خشک دانوں میں چھپائے نہیں۔ چنانچہ خلفاء کا بھی یہی دستور تھا کہ نگرانی فرماتے تھے کہ منڈیوں میں یہ دھوکہ نہ ہو کہ اچھے صحت مند دانے اوپر رکھے گئے ہوں اور خراب دانے نیچے دبا دئے گئے ہوں۔ ہمارے ہاں تو معاشرے میں روز مرہ کا دستور ہی یہ ہے۔ پھلوں کی پیٹیاں سجائی جاتی ہیں تو اچھے پھل چن کر اوپر رکھے جاتے ہیں اور سارے گندے نیچے ڈال دئے جاتے ہیں اور اس کے بعد جب کھولنے والا دیکھتا ہے تو بعد میں پتہ چلتا ہے وہ کس بات کا سودا کر بیٹھا ہے۔ تو بددیانتی کے سودے نے سارے کے سارے معاشرے کو گندہ کر دیا ہے۔ کسی چیز پر اعتبار نہیں رہا۔ یورپ میں دیکھیں کبھی اس معاملے میں دھوکے سے کام نہیں لیتے۔ جو چیز سامنے دکھائی دے رہی ہے وہی اندر بھی ہوگی۔ آخری تہہ تک وہی چیز نکلتی چلی جائے گی۔ پس جماعت احمدیہ کو اس معاشرے میں رہ کر اس نیکی میں بھی ان سے آگے نکلنا چاہئے۔

جب قوموں میں اقتصادی، بحران پیدا ہوتے ہیں تو بعض اقوام کے اخلاق جو اقتصادی تجربے کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں اور اقتصادی ترقی کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں وہ رفتہ رفتہ کمزور پڑنے لگتے ہیں ان کے اخلاق ہم سے بہت اچھے ہیں ان باتوں میں، مگر ان کی بنیاد مذہب نہیں ہے بلکہ سینکڑوں سال کا اقتصادی تجربہ ہے۔ اقتصادی تجربے نے ان کو بعض اصول سکھائے اور ان سے انہوں نے فائدہ اٹھایا لیکن جب اقتصادی، بحران پیدا ہوں تو غیر مذہبی قوموں کے ایسے اخلاق بھی ہاتھ سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کی بقاء کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ مذہبی قوموں میں فرق یہ ہے کہ اگر وہ سچی ہوں اگر واقعتاً اللہ سے تعلق ہو تو اقتصادی بہتری یا اقتصادی بدحالی کا ان کے اخلاق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہر صورت میں ہر حال میں وہ اپنے اعلیٰ اخلاق پر

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES
ZAHID KHAN
(081) 715 0207
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON
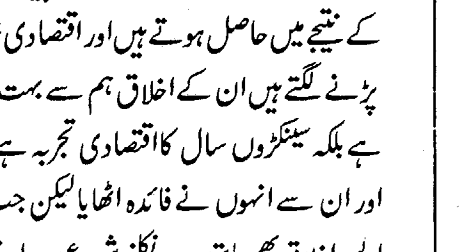

قائم رہتے ہیں۔ پس جماعت جرمنی میں خصوصیت سے جہاں اب احمدی تجارت کی طرف مائل ہو رہے ہیں میں نصیحت کرتا ہوں اور یہ نصیحت سب دنیا کے لئے ہے مگر آج میں چونکہ جرمنی سے خطاب کر رہا ہوں اس لئے جرمنی اولین مخاطب ہے۔ اپنے تجارت کے معاملے میں ایسا نمایاں کردار دکھائیں کہ وہ ضرب المثل بن جائے اور ہر تجارت کرنے والا جو احمدی سے تجارت کرے اسے کامل یقین ہو کہ احمدی کبھی دھوکہ نہیں دیتا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ برکت پڑے گی اور یہ نہ کروگے تو تمہاری برکتیں زائل ہو جائیں گی۔ اس لئے خواہ روحانی طور پر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر یہ کام کریں، خواہ عقل سے کام لیں دونوں کا نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔ عقل سے کام لیں تب بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ تجارتوں میں برکت پڑے تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت پر عمل کریں اور کامل سچائی سے اور صاف گوئی سے کام لیں اپنے مال کا جو نقص ہے وہ بتایا کریں اور پھر جو سودا ہو گا وہ یقیناً اس موقع پر ہی برکت کا موجب نہیں بلکہ آئندہ بھی ہمیشہ آپ کے لئے برکت کا موجب بنے گا۔ یہ ایک عقل کی بات ہے لیکن محض عقل کا سودا مومن عقلمند کے لئے کافی نہیں۔ "اولوا الالباب" کی یعنی وہ مومن جو عقل رکھتے ہیں ان کی جو تعریف قرآن کریم نے فرمائی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی عقل ہمیشہ ان کو خدا کی طرف لے جاتی ہے۔ یعنی دنیا کے سودے کرنے والے بھی عقل والے ہوتے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن مومن اور اس دنیا دار عقلمند میں فرق ہے۔ مومن عقل والا بہت بڑی قیمت لگاتا ہے اپنے سودے کی اور جہاں ایک طرف کچھ نقصان اٹھانے پر آمادہ ہو جاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کا سودا کر لیتا ہے جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔

معمولی سی بے رخی جو بھائی کے ساتھ ہو یہ بھی تقویٰ کے خلاف ہے

پس آپ جب نیک روش اختیار کریں، صاف گوئی اختیار کریں، تجارت میں دیانتداری سے کام لیں تو محض دنیاوی فائدے کی خاطر نہیں بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر ایسا کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ کو نقصان بھی ہوتا چلا جائے تو آپ کے قدم ڈگمگائیں گے نہیں آپ پر کسی قسم کا زلزلہ نہیں آئے گا۔ آپ کامل توکل کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہیں گے اور یہی اعلیٰ اخلاق کی سب سے اچھی مثال ہے جن اخلاق کو دنیا کے کوئی بدلتے ہوئے حالات کسی طرح ڈگمگا نہیں سکتے وہ صاحب خلق لوگ ہیں جن کے ساتھ ہونے کا خدا وعدہ فرماتا ہے اور ان لوگوں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں ان میں سے انفرادی طور پر بھی لوگ بالآخر خدا تعالیٰ کی برکتوں کا مورد بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے انعامات اور فیوض پاتے ہیں اور قومی طور پر بھی یہ قومیں تمام دنیا میں تمام دوسری قوموں پر غالب آ جاتی ہیں۔ "لیظھرہ علی الدین کلہ" پر بھی غور کر کے دیکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دین نے سب دنیا کے دینوں پر غالب آنا ہے اور دین یہی روش، مسلک، اخلاق، مذہب کا نام ہے۔ پس اگر آپ کے اندر اخلاق نہیں ہیں تو وہ کیا اسلام ہو گا جو دنیا پر غالب آئے گا۔ محض اسلام کا نام غالب آئے گا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ کو نام میں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اسلام کا محض نام رہ جائے گا اور ایسے لوگ بڑے بد نصیب ہونگے ان کے علماء دنیا کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ تو نام سے فرق نہیں پڑا کرتا۔ اگر اسلام نے غالب آنا ہے اور ہر طرف اسلام نے پھیل جانا ہے اور خلق محمدی ساتھ غالب نہیں آتا اور خلق محمدی گلی گلی گھر گھر عام نہیں ہو جاتا تو اسلام کے اس نام کی فتح میں خدا تعالیٰ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پس اخلاق کی حفاظت کریں اور جہاں تک لین دین کا معاملہ ہے جیسا کہ میں کھول کھول کر آپ کے سامنے بات کو رکھ رہا ہوں، اگر عقل استعمال کرنی ہے اور محض سودے کی بات کرنی ہے تو تب بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت سے ہٹنا اپنا سراسر نقصان کرنا ہے اور اگر مومنوں والے اولوا الالباب بننا ہے، وہ صاحب عقل جو ہر سودے پر خدا کی رضا کو خرید لیا کرتے ہیں تو پھر دنیا کے فائدے تو آنے ہی آنے ہیں لیکن دن بدن آپ کا قدم اللہ کی رضا جوئی کی راہ پر آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ ہمیں اس اعلیٰ سودے کی توفیق عطا فرمائے۔

روزمرہ کے جو دستور ہیں سودوں کے ان میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑی باریک نصائح فرمائی ہیں اور دل حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ کس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمانوں کی اخلاقی ضرورتوں کا اس قدر باریکی سے خیال رکھا ہے۔ کوئی چھوٹی سے چھوٹی امکانی چیز ایسی نہیں جسے نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ روزمرہ جو تجارتیں ہوتی ہیں بازاروں میں جو دستور عام طور پر رائج ہیں باہر سے سودے لانے والے سودے لا رہے ہیں مارکیٹوں تک پہنچ رہے ہیں ان کے ساتھ شہر والے کیا سلوک کرتے ہیں۔ ان سب باتوں پر آنحضورؐ کی نظر تھی۔

اپنے سودوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھیں کہ جو بھی حرام کا کاروبار کرتا ہے خصوصاً سور اور شراب کا کاروبار کرتا ہے اس پر رسول کریمؐ نے لعنت ڈالی ہے

بخاری کتاب البیوع (باب لا یبیع علی بیع اخیہ) میں درج ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہر والا دلال بن کر دیہات سے تجارتی سامان لانے والے کا سودا بیچے۔ اب یہ دیکھنے میں تو کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ ایک شہر کا شخص کسی دوسرے دیہاتی کے مال کا سودا دلال بن کر بیچے تو اس میں کیا حرج ہے لیکن جیسا کہ میں باقی باتیں بھی بیان کروں گا غور کریں گے تو آپ کو ان کی حکمت سمجھ آ جائے گی۔ اسی طرح آپ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ صرف بھاؤ بڑھانے کے لئے بولی دی جائے۔ آپ نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر پیغام بھجوائے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ اس غرض سے نہ کرے کہ تا وہ اس کی جگہ لے اور اس کا حصہ اپنے برتن میں ڈالے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تجارتی قافلے کو آگے جا کر ملنے اور سودا کر لینے سے منع فرمایا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شہر کا رہنے والا دلال بن کر دیہاتی کا سامان بکوائے۔

یہ باتیں بہت گہری حکمت سے تعلق رکھتی ہیں اور تجارت کو ہر قسم کی گندگی سے پاک کرنے کے لئے بہت ہی اہم نصائح ہیں۔ جب دیہاتی سودے لے کر شہروں میں پہنچتے ہیں تو اگر ان کو آگے بڑھ کر کچھ تاجر نہ ملیں اور منڈیوں تک اسی طرح پہنچنے دیں تو جس کا مال جس طرح ہے موازنے کے طور پر سب کے سامنے آ جاتا ہے اور منڈی میں چونکہ ہر قسم کے مال پہنچتے ہیں اور ہر جگہ کے مال پہنچ رہے ہوتے ہیں اس لئے وہاں جو سودا ہے وہ آنکھیں کھول کر ہو رہا ہے۔ اچھے برے کا حال معلوم ہو چکا ہوتا ہے اور جو قیمت طے ہوتی ہے وہ قدرتی اور طبعی قوانین کے تابع طے ہوتی ہے اس میں کوئی شکوہ نہیں کسی قسم کے دھوکے کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اگر دلال کسی دیہاتی کا سامان منڈیوں میں پہنچنے سے پہلے پرائیویٹ طور پر پھر کر بیچنا شروع کرے تو اس میں کئی قسم کی خرابیاں ہیں جو روزمرہ ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ اول ایسا دلال چاپلوسی کی باتیں کر کے خریدنے والے کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ میں تمہیں سستا دلوا رہا ہوں اور اگر منڈی میں مال آ گیا تو پھر تمہیں اس قیمت پر نہیں ملے گا۔ اس لئے ابھی سودا کر لو ورنہ مارے جاؤ گے۔ اور وہ سودا کر کے مارا جاتا ہے کیونکہ اکثر یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں اور بعض دفعہ دونوں سے دھوکہ کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ زمیندار بیچارے کو یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ تمہارا مال بڑی قیمت پر بکوائیں گے اور ادھر سے اور قیمت وصول کرتے ہیں۔ اس بے چارے کو جا کر اور قیمت دیتے ہیں۔ تو یہ ایک دھوکے بازی کے نظام کو فروغ دینے والی بات ہے اس لئے محض دلالی منع نہیں مگر دلالی وہ ہو جو سب کے سامنے منڈیوں میں ہو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مخفی دلالی جو مارکیٹ کو بائی پاس کر کے دھوکے کے طور پر کی جائے اور حقیقت پر پردہ ڈال کر کی جائے وہ دھوکہ دہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باریک نگاہ یہاں تک بھی پڑی ہے اور ان مخفی دھوکوں سے بھی آپ نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے حالانکہ سرسری نظر میں یہ بات عجیب لگتی تھی کہ شہر والا دیہات کی دلالی کر رہا ہے تو کیا نقصان ہے۔

اصل میں اعلیٰ تجارت کے اصول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

ہمیں ایسے سکھا دئے ہیں کہ آج کی دنیا میں بھی وہی اصول اطلاق پا رہے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ منڈیوں کی آزادی کی حفاظت ہے جو آزاد تجارت کو فروغ دیتی ہے۔ اگر منڈیاں آزاد نہ ہوں تو تجارت آزاد نہیں رہ سکتی اور پھر منڈیوں میں بھی یہ نصیحت کہ جو برا مال ہے اس کو برے مال کے طور پر دکھا کے لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ جو خراب مال ہے اس کو خراب اور جو اچھا مال ہے اس کو اچھے مال کے طور پر الگ دکھاؤ۔ پھر جو سودے ہوں ایک آدمی تاجر پھر کے دیکھتا ہے وہ موازنہ صحیح کر سکتا ہے۔ پھر جو سودا کرتا ہے وہ آنکھیں کھول کر کرتا ہے۔ یہ معلوم کر کے کہ مجھ میں کس قیمت پر بیچنے کی استطاعت ہے لیکن بعض بد نصیب ایسے ہوتے ہیں جو وہاں سے الگ الگ ستھرا مال لاتے ہیں اور یہاں آکر ملا دیتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں میں نے یہ بھی دیکھا ہے بعض زمیندار جو آلوؤں کی یا پیازوں کی کاشت کرتے ہیں خاص طور پر بہت بڑے بڑے ایسے کھیت ہیں یعنی ایسے زمیندارے ہیں جو ساہیوال وغیرہ کی طرف رواج پا چکے ہیں وہاں ارائیں مہاجرین زیادہ تر ان کاموں میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایسے فارمز بھی ہیں میں نے جا کر دیکھے ہیں بہت ہی صاف ستھرے فارمز ہیں بے انتہا محنت کی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں عام آلو کے مقابل پر بہت بڑے بڑے سائز کا آلو پیدا ہوتا ہے بہت اچھا پیاز وغیرہ وغیرہ پھر وہ ان کو قرینے سے الگ الگ لگاتے ہیں اور الگ الگ بوریوں میں الگ الگ قیمتوں کے ساتھ منڈی میں پہنچاتے ہیں۔ وہاں تاجر خریدتے ہیں۔ بعض چنیوٹ لے کر آتے ہیں بعض ربوہ لے جاتے ہیں، کوئی لالیاں لے جاتے ہیں اور پھر دوبارہ محنت کرتے ہیں بڑوں کے ساتھ موٹوں کے ساتھ چھوٹوں کو ملا دیتے ہیں اور گڈمڈ کر کے پھر بے چارے ایک اور محنت کرتے ہیں پھر موٹے موٹے بعض نکال کے اوپر رکھ دیتے ہیں۔ جو محنت بے چاروں نے کی، جو شرافت کا سلوک کیا، سب کا ستیاناس کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم کما رہے ہیں۔ ایک تو خدا کا عذاب کما رہے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا خدا کی ناراضگی کما رہے ہیں یہ تو درست ہے مگر عملاً زیادہ دیر تک یہ تاجر پنپ نہیں سکتے۔ صاف پتہ چل جاتا ہے لوگوں کو ایک سودا ہوا، دو سودے ہوئے، بالآخر تھک کر لوگ ان لوگوں سے منہ موڑ لیتے ہیں اور جو تاجر صاف ستھرا ہو، جس کی بات کا اعتماد ہو، جس کا مال وہی ہو جو وہ بیان کرے اس کی تجارت ضرور پنپتی ہے اور بالآخر وہی تاجر ہے جو سب دوسروں پر غالب آ جاتا ہے۔

ہر اس جگہ کو جو خدا تعالیٰ مزید وسعتیں دیتے ہوئے آپ کو عطا کرتا ہے اسے "بلدة طیبة" میں تبدیل کریں اور اپنی پاکیزگیوں سے اس جگہ کو اچھا بنا دیں

پس خدا کی رضا کا سودا کرنا ہو یا دنیا کے تجارت کے اصول سیکھنے ہوں تو سودا سکھانے والا ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ ہر سودوں کے گر آپ کو محمدؐ رسول اللہ سے ملیں گے اور ان گروں کو سمجھ کر دل میں لگا کر اپنا لیں گے تو پھر آپ کا تعلق اولین سے بنے گا۔ پھر وہ پل تعمیر ہونگے جن کے ذریعے اولین اور آخرین ملا دئے جائیں گے اور ضرور ملائے جانے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک ایسے شخص کو منتخب کرے جس کا آنا یا نہ آنا برابر ہو جائے پس آپ پر صداقت احمدیت کا ان معنوں میں انحصار ہے۔ اگر آپ نے یہ صداقت اپنے اعمال سے ثابت نہ کی تو خدا نے تو ضرور کرنی ہے۔ اس لئے قومیں بدلائی جائیں گی۔ آپ کی جگہ کچھ اور لوگ آئیں گے جن کو خلق محمدی اپنانا ہو گا اور خدا کی تقدیر ان کو اپنانے میں مدد دے گی۔ پھر وہ اولین اور آخرین ملانے کا ایک زندہ ثبوت بن جائیں گے۔ پس ان باتوں کو چھوٹی نہ سمجھیں بہت گہری ہیں اور ان کے نتیجے میں قوموں کی کایا پلٹ جایا کرتی ہے۔

اب بیاہ کی بات ہو رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "کوئی عورت اس شرط پر شادی نہ کرے کہ اس کا خاوند اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے" اور یہ باتیں ہمارے ملک میں عام پائی جاتی ہیں اور احمدیوں میں دوسری شادی بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر جتنی بھی ہے ان میں تکلیف دہ باتیں ہمارے سامنے آ جاتی ہیں۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پہلی بیوی کو طلاق دو گے تو ہم شادی کریں گے اور بعض بد نصیب مرد نئی دلہن کے چاؤ میں پہلی بیوی کو طلاق دیدیتے ہیں یا یہ وعدہ کر لیتے ہیں کہ ہم "کالمعلقہ" چھوڑ دیں گے ہم ان سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ تو پہلی بیوی تو حرام خود ہی کر لی دوسری بھی حرام ہو گئی۔ اس لئے بہت ہی بیوقوفی کی بات ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے اچھی بھلی بیوی دی تھی اس کو تم اپنے منہ سے حرام کر بیٹھے اور جو دوسری کی اس کو اللہ نے آپ پر حرام کر دیا۔ پس یہ جہالت نہ کیا کریں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ان کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے ان پر عمل کریں اسی میں برکت ہے، اسی میں معاشرہ کا حسن ہے۔ اور آپ نے لازماً ایک حسین معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے ورنہ آپ کا کوئی سودا نہیں کرے گا۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جہاں عورتوں کا تعلق ہے عورتیں بھی اس بات کو سمجھیں کہ ناجائز غیر اسلامی شرطیں نہ لگایا کریں۔ اور مرد یہ سمجھیں کہ اگر وہ لگاتی ہیں تو ان کی قطعاً پرواہ نہ کریں۔

"محض بھاؤ بڑھانے کے لئے بولی نہ دی جائے" بعض لوگ منڈیوں میں یہ کرتے ہیں کہ بھاؤ بڑھانے کے لئے باقاعدہ آدمی مقرر کئے ہوتے ہیں جب بولی آئے گی اتنی آئے تو تم اس سے زیادہ کچھ اور کر دینا پھر اس سے زیادہ کچھ اور کر دینا پھر وہ جب اس برج تک پہنچ جاتے ہیں اور اگر وہ اپنا ہی جعلی آدمی ہو اور اس بات پر ٹھہر جائے تو وہی چیز پھر دوبارہ منڈی میں بکنے آتی ہے۔ کیونکہ خریدار تو کوئی ہوتا نہیں وہ تو مصنوعی خریدار ہوتا ہے اور یہ جو رواج ہے یہ بہت سا بعض یورپین جو نیلامی کی مارکیٹیں ہیں ان میں بھی راہ پا گیا ہے اور وہاں بھی کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مصنوعی طور پر بولی بڑھائی جاتی ہے۔ اور بعد میں جب وہ چیز اپنے ہی خرید لیں جنہوں نے اصل میں خریدنا نہیں تو پھر دوبارہ وہ اگلی دفعہ آپ منڈی میں جائیں گے تو پھر وہی لگی ہوگی تو یہ دھوکے بازیاں ہیں تکلیف کی چیزیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ قیمت بڑھانے کی خاطر بولی نہ دی جائے اور مصنوعی طور پر سجا کر چیز نہ پیش کی جائے۔

میں نے آپ کو پہلے بھی قصہ سنایا تھا وہ ہے لطیفہ لیکن بات دل نشین کرنے کے لئے اچھا دلچسپ واقعہ ہے۔ ایک شخص ایسی ہی منڈی میں اپنی گھوڑی بیچنے کے لئے لے گیا۔ گھوڑی کیا تھی ٹٹو تھی بالکل۔ برا حال، کھال ہڈیوں سے چمٹ کر سوراخوں میں داخل ہوئی ہوئی پسلیاں گنی جاتی تھیں تو کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ تم ہمارے بیچنے کے دستور کو تو سمجھو، منڈیوں کے آداب سمجھو، پھر لے کر جاؤ۔ بیوقوفوں والی بات ہے اس طرح لے کر تم جا رہے ہو کون دام ڈالے گا۔ تو اس نے کہا پھر تم مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔ اس نے کہا اس کو مایہ (کلف) لگا کے تو دھوپ میں کھڑا کر دو۔ جب وہ اکڑے گی مایہ (کلف) تو اس کی کھال تن کر جس طرح مرے ہوئے گدھے کی کھال ہو جاتی ہے اس طرح وہ پھول کر سارے اس کے اوپر عیب ڈھانپ دے گی اور تنی ہوئی کھال میں اندر گھسنے کی تو گنجائش ہی کوئی نہیں ہوتی تو اچھی گھوڑی، مضبوط، توانا دکھائی دے گی، جا کے بیچ دینا۔ اچھا بھلا سودا ہو جائے گا۔ اس بے چارے نے کچھ مایہ (کلف) پر سرمایہ لگایا اور کافی لگا دی اور جب وہ منڈی پہنچا تو پوری گھوڑی پھولی ہوئی جس طرح اپھارہ ہوا ہو اس طرح اس کی شکل بنی ہوئی اور دیکھنے والے دیکھتے تھے۔ پتہ بھی لگ رہا تھا کہ مایہ (کلف) لگی ہوئی ہے۔ یہ تو نہیں کہ صحت مند گھوڑی اور مایہ والی گھوڑی میں فرق ہی نظر نہ آئے تو لوگ آ کے دیکھ کر چلے جاتے تھے۔ آخر ایک گاہک پڑا اس نے آگے پیچھے سے پھر کر دیکھا، دلچسپی لی اور اس نے کہا کہ شکر ہے کہ اب تو کچھ سودا ہوا۔ اس نے کہا کتنی قیمت لیتے ہو۔ اس نے کہا تین سو روپے۔ اس نے کہا تین سو تو میں دے دوں گا مگر ابرق نہیں لگایا تم نے، اگر ابرق بھی ساتھ لگا دیتے تو بڑی خوبصورت گھوڑی نظر آتی۔ تو یہ لطیفہ ہی ہے اصل میں لیکن ایسا دردناک لطیفہ ہے جو ہمارے ماحول پہ صادق آتا ہے۔ ہماری ہر منڈی کا کردار یہی ہے۔ ابرق لگانا بھول جائیں تو بھول جائیں ورنہ مایہ (کلف) ضرور لگاتے ہیں۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں، کوئی شرافت نہیں، کوئی عقل کی بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے جو نصیحتیں کیں آج تک آپ کو علم نہیں کہ وہ کیا نصیحتیں ہیں۔ آج بھی آپ کو پتہ نہیں کہ

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

کن خطرات سے آپ کو آگاہ فرمایا تھا۔ کن گڑھوں میں گرنے سے بچنے کی آپ نے تلقین فرمائی تھی لیکن آنکھیں بند کر کے ایسا کرتے چلے جاتے ہیں۔ دودھ دینے والے جانوروں کے دودھ روک لیتے ہیں، کئی کئی دن اور اتنا بیچاروں کو پھر پانی پلاتے ہیں کہ وہ دودھ بھی پتلا ہو کر بڑھتا ہے اور کئی دن کار کا ہوا جس کو دوہا نہ جائے اس کی وجہ سے وہ تھن خوب بھر جاتے ہیں۔ سودا کرتے ہیں، خرید کر ایک بے چارہ زمیندار لے کے گھر آتا ہے تو پہلے دن بیس سیر دوسرے دن ڈیڑھ پاؤ۔ کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ تو یہ کوئی شرافت نہیں ہے۔ قومی کردار بڑا ذلیل ہو جاتا ہے۔ ہر شخص کے لئے مصیبت ہے۔ اس لئے خلق محمدی میں ہماری نجات ہے اس کو اپنائیں۔ پھر جتنا بھی آپ کا حق ہو وہ آپ کو ملے گا اور اسی میں برکت پڑے گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے برکت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔

جو شخص ایسا بدنصیب ہو کہ اپنے جیسے اپنے بھائی مسلمان کے پیسے بھی مار جاتا ہے اس سے غیروں کے معاملات میں انصاف کرنے کی دور کی بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ وہ تو سارے بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن جاتا ہے

ایک حدیث مسند احمد سے اور ابو داؤد دونوں سے لی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے جن میں وراثت کی ملکیت کے بارے میں جھگڑا تھا اور معاملہ پرانا ہو جانے کی وجہ سے ثبوت کسی کے پاس نہ تھا یعنی وراثت کا جھگڑا تھا۔ دیر اتنی ہو چکی تھی کہ کوئی اس وقت کے موقع کے گواہ بھی ایسے نہیں تھے کوئی ثبوت نہیں پیش کر سکتا تھا لیکن مطالبے میں دونوں کی شدت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کی بات سن کر فرمایا میں انسان ہوں اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ لسان ہو اور خوب چرب زبانی سے کام لے کر اور بڑھ بڑھ کر باتیں کرے اور اپنی زبان کی ہوشیاری سے مجھ پر اثر انداز ہو جائے۔ فرمایا کوئی عمدہ انداز اور لہجے میں بیان کر سکتا ہو اور میں اس کی باتوں سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کر لوں اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ آخر انسان ہوں اور روزمرہ کے معاملات میں اس قسم کی بشری غلطی سرزد ہو سکتی ہے لیکن ساتھ فرمایا ایسی صورت میں اسے اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے جس کے حق میں ناجائز فیصلہ ہو جائے اور اپنے بھائی کا حق نہیں لینا چاہئے کیونکہ اس کے لئے وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے دلا رہا ہوں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تو آگ کے ٹکڑے کی کوئی دور کی بھی توقع نہیں کی جا سکتی مگر ایک دھوکے باز جب غلط باتیں بیان کرے گا اور گواہی موجود نہیں ہوگی تو جو طبعی منطقی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی فطری منطق سے وہی نتیجہ نکالیں گے جو نکلنا چاہئے اور اس کے نتیجے میں اگر اسے کوئی ایسی چیز حاصل ہو جائے جو اس کا حق نہیں ہے۔ تو فرمایا وہ مجھ سے آگ لے رہا ہو گا اور وہ زائد چیز جو مجھ سے لے گا وہ دولت جو مجھ سے حاصل کرے گا قیامت کے دن وہ سانپ بن کر اس کی گردن سے لپٹ جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جب دونوں جھگڑنے والوں نے یہ بات سنی تو دونوں کے روتے روتے چیخیں نکل گئیں اور ان میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ساری جائداد لے کر اس کو دے دیں مگر میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ کسی غلطی سے آپ کا فیصلہ میرے حق میں ہو جائے جو میرا حق نہ ہو۔ انہوں نے کہا میرے بھائی کو دیدیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تم اس پر آمادہ ہو تو یوں کرو کہ جائداد تقسیم کرو، قرعہ اندازی کرو، جس کے حصہ میں جو قرعہ نکلے اسے وہ خوشی سے لے لے اور اس کا طریق یہ ہے کہ ایک شخص جائداد کے اندازے کرتا ہے، اسے تقسیم کرتا ہے، اپنی طرف سے انصاف کے ساتھ اور دوسرے کو پہلے قرعہ اٹھانے کا حق ملتا ہے۔ یا وہ فیصلہ کرنے کا حق ملتا ہے کہ میں ان میں سے جو مرضی چن لوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اگر اتنے تم محتاط ہو گئے ہو اور تقویٰ پر قائم رہنا چاہتے ہو تو زیادہ اور کم کی بحث چھوڑ دو، برابر تقسیم کر لو اور اس کا طریق یہ بیان کیا جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے کھولا ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق پھر ان دونوں کا فیصلہ ہوا۔

(ابو داؤد، کتاب القضاء باب فی قضاء القاضی اذا اخطاء)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ)۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا اس کی تحقیر نہیں کرتا اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "تقویٰ یہاں ہے" یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے۔ پھر فرمایا انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال، عزت، آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔

یہ ایسی نصیحتیں ہیں جن میں معاشرے کی روزمرہ کی برائیوں کے حوالے سے نیکیاں اختیار کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ بغض کا تعلق حسد سے بھی ہے اور حسد کا بغض سے اور پھر مال میں ایک دوسرے سے دھوکا کرنے سے بھی ان باتوں کا تعلق ہے۔ ایک انسان جب اپنے بھائی کی خوشی پر راضی نہیں ہوتا مثلاً ایک بھائی کی تجارت چمک رہی ہے اور دوسرے بھائی کو مزہ نہیں آ رہا، پسند نہیں آ رہی۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو وہ اس کے پاؤں کھینچنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی ٹانگ کھینچنا جس کو کہتے ہیں اور اسے گرانے کی کوشش کرتا ہے یا دھوکہ دہی سے یا دوسری چالاکیوں سے اس سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس اخلاقی خرابیوں میں جو لین دین سے تعلق رکھتی ہیں حسد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ شریکے میں کسی کا گھر اونچا بن گیا، کسی کی عمارت پختہ ہو گئی تو یہی چیز دوسرے کو کھائی چلی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کسی اچھی چیز پر کسی نے مبارکباد دی اور ایک دوسری عورت نے کہا کہ اب تم بھی کوشش کرو گی کہ ایسی ہی بناؤں میں یا اس سے بڑھ کر بناؤں۔ تو وہ نیک خاتون تھی اس نے کہا نہ بی بی مجھے اس سے ہی بڑی خوشی ہے میری بہن کی چیز ہے مجھے اچھی لگ رہی ہے تو مجھے تو خیال بھی نہیں آیا کہ میں اس سے بڑھ چڑھ کے بناؤں۔ اللہ کی مرضی ہے زیادہ دے تو اس کی مرضی لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہ جو روح ہے اگر یہ مومنوں میں پائی جائے تو سب کی خوشی سب کی خوشی بن جاتی ہے۔ ہر ایک کی خوشی ہر دوسرے کی خوشی ہو جاتی ہے اور ایسے لوگوں کا دل ہمیشہ ٹھنڈا رہتا ہے اور اطمینان پاتا ہے۔ اپنے بھائیوں میں سے کسی کو خوشحال دیکھیں تو ان کا دل بھی راضی ہوتا ہے وہ اور دعائیں دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ساتھ پھر حسن سلوک فرماتا ہے اور ایسے بندے کی ادائیں خدا کو بہت بھاتی ہیں اور وہ ان کے لئے بھی اس جیسی نعمت یا بعض دفعہ ان سے بڑھ کر نعمت دینے کا فیصلہ فرمالیتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو حسد کرنے لگتے ہیں ان کی نیکیاں بعض دفعہ اس طرح کھائی جاتی ہیں کہ اس کے بعد ان کو روحانی طور پر کوڑھ ہو جاتا ہے۔

اپنے تجارت کے معاملہ میں ایک ایسا نمایاں کردار دکھائیں کہ وہ ضرب المثل بن جائے اور ہر تجارت کرنے والا جو احمدی سے تجارت کرے اسے کامل یقین ہو کہ احمدی کبھی دھوکہ نہیں دیتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روحانی بیماری کوڑھ ہے اور اس کوڑھ کی علامت یہ ہے کہ اگر اپنے بھائی کو اچھا دیکھو تو تمہیں تکلیف ہو اور بھائی کو برا دیکھو تو تمہیں خوشی ہو یہ روحانی کوڑھ ہے جس کا علاج پھر کوئی نہیں۔ یہ ناسور بن جاتا ہے جو اپنے جسم کو کھانے لگتا ہے وہ آگ جو دوسرے کو جلانے کی تمنا رکھتی ہے مگر جلا نہیں سکتی، وہ اپنے آپ کو ضرور بھسم کر جاتی ہے۔ پس ایسے لوگ ہر روحانی فیض اور برکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پس اگر اپنے بھائی کی کوئی اچھی چیز آپ کو معلوم ہو تو وہ موقعہ ہے اپنے دل کو ٹٹول کر اپنی تشخیص کرنے کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نصیحت فرمائی ہے وہ اسی حدیث نبوی سے تعلق رکھتی ہے کہ "تباغضوا" نہ ہو کہ لفظ جو استعمال ہوئے ہیں "ولا تباغضوا" عربی میں استعمال ہوئے ہیں۔ مطلب ہے ایک دوسرے سے بغض کا معاملہ نہ کیا کرو یعنی وہ تم سے بغض کر رہا ہو اور تم اس سے بغض کر رہے ہو "ولا تحاسدوا" اور ایک دوسرے سے حسد کا معاملہ نہ کیا کرو۔ جب تم حسد کرو گے تو پھر دوسرے تم سے حسد کریں گے۔ ساری سوسائٹی میں ایک دوسرے سے بغض، ایک دوسرے سے حسد کا

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED CRIMPLENE, 90" PRINTED COTTON, QUILT COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS, BED SETTEE COVERS

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET,
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/ 83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

تعلق جاری ہو جاتا ہے یا بے تعلقی جاری ہو جاتی ہے۔

جن اخلاق کو دنیا کے کوئی بدلتے ہوئے حالات کسی طرح بھی ڈگمگا نہیں سکتے وہ صاحب خلق لوگ ہیں جن کے ساتھ ہونے کا خدا وعدہ فرماتا ہے اور ان لوگوں کی تقدیریں بدلی جاتی ہیں

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو کوڑھ فرما کر اس کی پہچان بتائی کہ تمہیں کسی طرف سے خوشی کی خبر ملے تو اپنے دل میں دیکھو کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔ اگر چٹکی کاٹی گئی ہے، اگر تکلیف ہوئی ہے، بعض دفعہ لگتا ہے خنجر گھونپ دیا گیا ہے تو اسی حد تک تم بیمار ہو جتنی زیادہ تکلیف اتنا کوڑھ آگے بڑھ چکا ہے اور جتنی خوشی ہوگی اتنا ہی تم ایمان کے رستے پر آگے بڑھنے والے ہو۔ اگر بھائی کی اچھی خبر سے تمہارا دل خوش ہو جاتا ہے تم کہو الحمد للہ فلاں کو اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی تو یاد رکھو کہ تم ایمان کے رستے کے مسافروں میں سب سے آگے بڑھنے والے مسافر ہو اور کم سے کم اگر تکلیف نہیں ہوتی تو یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ بہت اچھی صحت نہیں مگر بیمار بھی نہیں ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں بیماریاں زیادہ بڑھ رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا مشرقی ملکوں میں تو بہت ہی زیادہ تباغض اور تحاسد پایا جاتا ہے لیکن مغربی قوموں میں بھی کم نہیں ہے۔ یہ بیماری ہے جس میں یہ بھی ہم سے خوب مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ جتنے آپ نے دیکھے ہوں گے سر منڈائے ہوئے بعض پھرنے والے، وہ اچھا گھر دیکھتے ہیں پتھر مار مار کے اس کے شیشے توڑ دیتے ہیں۔ موٹر دیکھتے ہیں تو اس کے اوپر ڈنٹ ڈال دیتے ہیں، اس کے شیشے توڑ کے اپنا کوئی بھی فائدہ نہیں مگر دوسرے کا نقصان کر کے راضی ہوتے ہیں۔ یہ کوڑھ ہے جو وہ لوگ جو محروم ہیں بعض خوبیوں سے وہ اپنے لئے لعنتیں لے لیتے ہیں خوبیاں تو پھر بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ کسی کے گھر کے شیشے توڑنے سے ان کے گھر کے شیشے تو نہیں لگ جائیں گے۔ کسی کی کار کو نقصان پہنچا کر ان کو تو کار نصیب نہیں ہوگی۔ مگر وہ تو چونکہ بے دین لوگ ہیں ان کو علم نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مومن اگر مومن کہلا کر ایسی باتیں کرے تو اس کا تو سراسر نقصان ہی نقصان کا سودا ہے اس کی نیکیاں کھائی جاتی ہیں اس بیماری سے اور خدا تعالیٰ کا غضب وہ حاصل کر لیتا ہے۔

دیکھیں ناسور اور کینسر کھانے والی چیزیں ہیں۔ یہ بیماریاں ہیں جو اوروں کا نہیں تو اپنا گوشت کھاتی ہیں اور اسی کا نام ناسور بھی ہے اور کینسر بھی جب اور بڑھ جائے اور لاعلاج ہو جائے تو یہ بیماریاں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرما رہے ہیں ان کی بعینہ یہی نوعیت ہے یہ دوسروں کو تو کھا نہیں سکتیں اپنی روحانی طاقتوں کو، اپنی خوبیوں کو کھانے لگتی ہیں اور انسان اس کوڑھ کا مریض ہو کر محض ایک ذلیل اور رسوا ڈھانچہ بن جاتا ہے اس میں کچھ بھی قابل قدر چیز باقی نہیں رہتی۔ پس ان سے پرہیز کریں۔

پھر فرمایا "پیٹھ نہ موڑو دوسروں سے" پیٹھ نہ موڑنے کا کیا مطلب ہے۔ پیٹھ موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس سے اونچا نہ سمجھو اور اس سے بے اعتنائی نہ کرو۔ بعض لوگوں میں دیکھا گیا ہے کہ اگر وہ مجلس میں ہوں جہاں اچھے کھاتے پیتے لوگ، اچھے کپڑوں میں ملبوس ان سے باتیں کر رہے ہیں اور کوئی ان کا پرانا غریب بھائی یا دوست یا کلاس فیلو ان تک آ جاتا ہے تو وہ اس طرف پیٹھ پھیر لیتے ہیں کہ ان کو یہ نہ پتہ چل جائے کہ ہم ایک دوسرے کے بے تکلف دوست ہیں اور اگر وہ بے تکلفی سے بات کرے تو ان کو بڑا غصہ آتا ہے کہ تم کہاں آ دھمکے ہو پرانی باتیں پرانی ہو گئیں اب تو میرا رتبہ بڑا بڑھ چکا ہے، میں اونچا ہو گیا ہوں۔ دیکھتے نہیں کن لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کتنی باریک نظر سے اپنے صحابہ کی کمزوریاں دور فرماتے تھے۔ دھوبی کپڑوں کو پٹخ پٹخ کر اس کے داغ دور کرتا ہے لیکن بعض اور بھی محنت کرنے والے ہیں وہ واپس لا کر پھر نظر سے دیکھتے ہیں اور ایسے مسالے رکھتے ہیں کہ اگر ذرا سا بھی کوئی داغ رہ جائے اس کو بھی دھوتے ہیں۔ مگر روحانی بدن صاف کرنے والوں میں تمام صاف کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مرتبہ تھا کیونکہ آپؐ کے متعلق قرآن کریم نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ آپ پاکبازوں کو پاک کرنے والے تھے۔ ان لوگوں کے مزکی تھے جو پہلے ہی پاک لوگ ہو چکے تھے، تقویٰ شعار کو مزید تقویٰ عطا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم نے یہی تعارف فرمایا ہے شروع میں ہی کہ "ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین" کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بڑے بڑے متقی بھی محمد رسول اللہؐ کے دربار میں آئیں گے تو اس تعلیم کی برکت سے ان کے تقووں میں بھی ترقی ہوگی اور متقیوں کو بھی ہدایت ملے گی۔ پس متقیوں کو تقویٰ سکھانے والا، پاکبازوں کو پھر پاک کرنے والا یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اسی لئے آپ نے پھر آخر پر یہ نصیحتیں فرمانے کے بعد فرمایا کہ "تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ مجھ سے تقویٰ سیکھو پھر تم پاک اور صاف بنائے جاؤ گے"۔

پس معمولی سی بے رخی جو بھائی کے ساتھ ہے یہ بھی تقویٰ کے خلاف ہے۔ سودے پر سودا کرنا یہ بھی حسد اور بغض کا بچہ ہے کیونکہ اگر کسی بھائی کا اچھا سودا ہو رہا ہے آپ کو تکلیف ہے تو آپ کہیں گے میرے ساتھ ہو جاؤ تو چار آنے بڑھا کر آپ بیچ میں دخل اندازی کریں اور سودا کر لیں تو یہ ناجائز ہے۔ ایک طرف منڈی میں مال لے جانے کی نصیحت ہے دوسری طرف براہ راست اتفاقاً سودے ہوتے رہتے ہیں ان کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کا ہر سودا منڈی میں جا کر ہو۔ مراد یہ ہے جو قدرتی، طبعی، اقتصادی ذرائع سے مال خود بخود منڈی پہنچتے ہیں ان کے اس طبعی flow میں اس طبعی حرکت میں تم نے مداخلت نہیں کرنی اور اس کو مصنوعی نہیں بنا دینا۔ یہ اقتصادی طبعی تقاضے ہیں ان میں دخل اندازی نقصان دہ ہے اور مومن کے لئے ناجائز ہے لیکن یہ مراد نہیں کہ آپس میں کوئی سودا نہیں کرنا۔ پس آپ کے سودوں میں یہ فرمایا گیا ہے جب آپس میں سودا کر رہے ہو تو وہ منڈی تو نہیں ہے جہاں بھاؤ پر بھاؤ دئے جائیں۔ جہاں نیلامیاں ہو رہی ہوں تمہارا فرض ہے کہ خاموشی سے وہ سودا ہونے دو اگر وہ سودا ٹوٹ جاتا ہے نہیں ہوتا پھر تم زیادہ دے کر اس سے خریدنا چاہتے ہو تو تمہارا حق ہے اور اس سودے کے طریق کو بیاہ شادی کے ساتھ بھی وابستہ فرما دیا۔

اگر کسی کو علم ہو کہ اس کے کسی بھائی، کسی عزیز، کسی دوست واقف نے کسی بچی کا پیغام دیا ہوا ہے تو اسلامی اسلوب یہ ہے کہ جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو وہ انتظار کرے اور اگر کوئی لمبا لٹکانا چاہتا ہے تو لڑکی کے ماں باپ کا فرض ہے کہ شروع میں اس کو بتا دیں کہ ہم مجبور ہیں ہم جلدی فیصلہ نہیں کر سکتے اس لئے آپ آزاد ہیں۔ اگر دوبارہ درخواست دینا چاہتے ہیں تو آپ کا حق ہے لیکن یہ جو سودا ہے یہ اس وقت کالعدم سمجھا جائے ایسی صورت میں جو چاہے پیغام دے سکتا ہے لیکن اگر کوئی پیغام کسی کا آیا ہو اور وہ لٹکا کر بیٹھ جائے اور یہ انتظار کرے کہ شاید کوئی اور اچھا پیغام آ جائے تو یہ بھی سراسر ظلم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کی خلاف ورزی ہے۔ پس جہاں ایک طرف پیغام پر پیغام نہیں دینا یہ ایسی ہی بات ہے جیسے سودے پر سودا کر رہے ہو۔ وہاں دوسری طرف ان کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے جن کو بچیوں کے پیغام ملتے ہیں کہ پیغام کے انتظار میں نہ بیٹھیں کیونکہ اگر پیغام کے انتظار میں بیٹھے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جھٹلا کر بیٹھ رہے ہیں۔ آپ نے تو فرمایا ہے سودے پر سودا ہونا ہی نہیں تو تم کس بات کا پھر انتظار کر رہے ہو اس لئے انتظار کرنا ہی اس نصیحت کی خلاف ورزی ہے یا یہ کہیں کہ ہمیں کچھ وقت لگے گا سوچنے میں آپ انتظار کر سکتے ہیں تو کریں۔ یا یہ کہیں کہ ہمیں چونکہ زیادہ وقت چاہئے اس لئے آپ آزاد ہیں درمیان کی کوئی صورت نہیں ہونی چاہئے۔ اگر اس نصیحت کو ہم روزمرہ کے معاشرے میں رائج کر دیں تو ہماری اقتصادیات بھی بہتر ہو جائیں گی اور ہمارے سوشل تعلقات اور معاملات بھی خدا کے فضل سے بہتر ہو جائیں گے۔

ایک آخری بات میں اس موقع پر کہنا چاہتا ہوں یہ مضمون تو لمبا ہے اور بھی خطبوں میں چلے گا کہ ایک ایسی بات جس کو میں آج اس نئے مرکز میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے بطور اعلان کے کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہماری آئندہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے خیال میں از خود ہی ہمیں بڑی بڑی جگہیں مہیا کرتا چلا جا رہا ہے اور ایک جگہ کے تنگ ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ اور جگہ عطا فرما دیتا ہے۔ آپ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے۔ پس ان جگہوں کو جو آپ کو عطا ہو رہی ہیں خیر و برکت سے بھریں۔ اگر خیر و برکت سے بھریں گے تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وعدہ فرماتا ہے کہ "بلدة طيبة ورب غفور"

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS

Muslim TV AHMADIYYA

SKY

TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740

RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

کہ اچھا شہر، پاک شہر جہاں اچھے شہری لوگ رہتے ہیں یا ایسی بستی جہاں اچھے اچھے لوگ ہیں اس کو "بلدة طيبة" کہا جاتا ہے۔ "ورب غفور" اور اللہ بخشش کرنے والا ہے۔ بڑی برکتیں پڑتی ہیں ایسی جگہ میں جہاں اچھے لوگ اس بستی کو طیب بنا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر میری مغفرت کا سلوک ان سے جاری رہتا ہے جو کمزوریاں ہیں ان پر بھی پردے پڑ جاتے ہیں ان کی

> **خدا کی رضا کا سودا کرنا ہو یا دنیا کے تجارت کے اصول سیکھنے ہوں تو سودا سکھانے والا ایک ہی ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم**

خوبیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ بہت ہی پیارا نقشہ ہے۔ پس ہر اس جگہ کو جو خدا تعالیٰ مزید وسعتیں دیتے ہوئے آپ کو عطا کرتا ہے اسے "بلدة طيبة" میں تبدیل کریں اور اپنی پاکیزگیوں سے اس جگہ کو اچھا بنا دیں۔ یہ تو خوش خبری کا اعلان ہے۔

ایک اور انذار بھی ہے چونکہ خوش خبری کے ساتھ انذار لگا ہوا ہے میں نے بار بار یہ جماعت کو نصیحت کی کہ اپنے سودوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھیں کہ جو بھی حرام کا کاروبار کرتا ہے خصوصاً سور اور شراب کا کاروبار کرتا ہے اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے لعنت ڈالی ہے اور اس سودے کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس لئے بار بار نصیحت کی کہ اس سے باز آ جاؤ اور پہلا قدم یہ اٹھایا گیا کہ میں نے کہا کہ میں ایسے لوگوں کا چندہ جماعت کے لئے وصول نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے ایسی زندگی بسر کرنی ہے کہ ایسا رزق اپنے لئے اپنا لیتے ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لعنت ڈال چکے ہیں تو ٹھیک ہے اپنی ذات پر، اپنے بچوں پر یہ حرام رزق خرچ کرتے رہیں جماعت کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں لیں گے۔ ایک لمبا عرصہ تک ان سے یہ سلوک رکھا گیا جب کہ جماعت کی طرف سے مجھ پر بار بار دباؤ ڈالا گیا کہ یہ اب لوگ ڈھیٹ ہو چکے ہیں جنہوں نے توبہ کرنی تھی کر لی ہے جن تک بات پہنچنی تھی پہنچائی گئی۔ بار بار پہنچائی گئی۔ جنہوں نے اثر قبول نہیں کیا ان کے لئے اب کچھ اور قدم اٹھانا چاہئے۔ میں ان سے کہتا تھا جماعت میں شرافت ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ شرافت کام آئے گی ناراضگی کا اظہار ہو گا تو آہستہ آہستہ باز آ جائیں گے لیکن افسوس کہ ہمبرگ کے ریجن میں خصوصیت سے ایسے بدنصیب سارے جرمنی میں سب سے زیادہ موجود ہیں جن پر یہ نیک نصیحتیں اثر انداز نہیں ہوئیں۔

ایک موقع پر ایک دفعہ ایک شریف انسان کسی دوکان سے ایک بڑا سودا کر کے آیا، چیزیں لے لیں اور پیسے کہا کہ بعد میں پہنچ جائیں گے اور ایک دو تین مہینے گزر گئے اس کو بل نہیں آیا۔ آخر وہ دکاندار کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کو پیسے بھی ادا کئے اور پوچھا کہ آپ نے تین مہینے تک اتنی خاموشی اختیار کی مجھے بل ہی نہیں بھیجا، یاد دہانی نہیں کرائی۔ تو دکاندار نے کہا میں شرفاء کو یاد دہانی نہیں کرایا کرتا۔ مجھے پتہ ہے کہ شرفاء خود ہی خیال رکھتے ہیں تو اس نے کہا اگر کوئی نہ دے اور نہ ہی دے تو اس نے کہا پھر میں یہ سمجھتا ہوں کی شریف انسان نہیں ہے پھر اس کو یاد دہانی کرواتا ہوں۔ تو جب اتنی لمبی مدت گزر گئی اور میں نے آپ کے اندر شرافت کے کوئی آثار نہیں دیکھے یعنی ان لوگوں میں جن کو یہ لمبے عرصے تک مہلت دینا، ان کو ہلاکت سے بچا نہیں سکا تو آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ امیر صاحب جرمنی سے جیسا کہ میں نے رستے میں بات کی تھی ایسے وہ لوگ جن کو مہلتیں دی گئیں اور وہ ہٹ دھرمی سے اس بات پر قائم ہیں ان کے اخراج از جماعت کا اعلان کر دیں اور اب ان کی مرضی ہے انہوں نے دنیا قبول کر لی ہے تو دنیا میں رہیں۔ آئندہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور ان آخرین میں وہ نہیں لکھے جائیں گے جن کا ذکر یہاں چل رہا ہے اگر کوئی ان میں، کسی میں شرافت اور حیا ہے تو خدا اسے بچا لے اور باقیوں کا معاملہ پھر خدا کے سپرد ہے وہ جو چاہے ان سے سلوک فرمائے۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule

For Live Transmission from London
3rd October 1994 - 22nd October 1994

Muslim TV AHMADIYYA
Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 7th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 FRIDAY SERMON
- 2.40 Darood-o-Salam
- 2.55 Comments on News
- 3.15 A talk by Maulana Sultan Mahmood Anwer Sahib
- 3.30 MULAQAT Repeat 29-4-1994
- 4.30 Tomorrow's Programmes

Saturday, 8th October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Address by Hazrat Khalifatul Masih IV at Khuddam Ijtema UK 94. 18-9-94
- 1.45 Sports Activities at Khuddam Ijtema UK 94
- 2.55 Poem
- 3.15 Interview of Mr Tom Cox MP
- 3.30 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV at Khuddam Ijtema UK 94. 17-9-94
- 4.30 ECLIPSES OF SUN AND MOON. A talk by Sister Amina. Bosnian Language
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday, 9th October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV with Russian and Kazik Guests. 10-8-91
- 3.30 MULAQAT Repeat 23-4-1994
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Monday, 10th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.40 Life of Maulvi Qudrat Ullah Sanori Sahib. Interview with Masood A Khurshid Sahib
- 3.20 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 21-4-1994
- 4.42 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday, 11th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 ECLIPSES OF SUN AND MOON. Guest Muhammad Azam Akseer Sahib
- 3.20 Poem
- 3.30 MULAQAT. Huzur's Address to Lajna Canada. 2-7-1994
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday, 12th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 3) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
- 3.00 Interview Chaudhry Muhammad Sadiq Sahib
- 3.30 MULAQAT. Quran Translation Class 5 - Repeat 11-8-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Thursday, 13th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 PAGE FROM THE HISTORY, by Imam B A Rafiq Khan Sahib
- 3.00 MEDICAL PROGRAMME by Dr Mujeeb ul Haq Khan Sahib
- 3.30 MULAQAT. Quran Translation Class 6 - Repeat 12-8-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Friday, 14th October

- 1.15 Tilawat
- 1.30 FRIDAY SERMON
- 2.40 Darood-o-Salam
- 2.55 Comments on News
- 3.15 A talk by Maulana Sultan Mahmood Anwer Sahib
- 3.30 MULAQAT Repeat 28-4-1994
- 4.30 Tomorrow's Programmes

Saturday, 15th October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at London Mosque 12-5-90
- 2.30 Poem
- 2.45 Interview of Mr Alimumi of Sierra Leon
- 3.15 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 30-4-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday, 16th October

- 12.45 Tilawat
- 1.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV New York 19-6-1991
- 2.40 Poem
- 3.00 Documentary on Bosnia
- 3.30 MULAQAT Repeat 14-5-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Monday, 17th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.40 Speech by Mujeeb ur Rehman Sahib
- 3.20 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 4-5-1994
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday, 18th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.45 Interview of Muhammad Azam Akseer Sahib
- 3.15 Poem
- 3.30 MULAQAT Repeat 5-5-1994
- 4.40 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday, 19th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 4) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
- 3.00 Programme by Lajna
- 3.30 MULAQAT. Quran Translation Class 7 - Repeat 17-8-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Thursday, 20th October

- 2.15 Tilawat
- 2.30 Poem
- 2.45 PAGE FROM THE HISTORY, by Imam B A Rafiq Khan Sahib
- 3.15 Poem
- 3.30 MULAQAT. Quran Translation Class 8 Repeat 8-9-1994
- 4.35 Poem
- 4.50 Tomorrow's Programmes

SELF SERVICE/ COIN OPERATED LAUNDERETTE AND DRY CLEANING FACILITIES

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK ROAD, SOUTHFIELDS, LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام

(پروفیسر راجا نصراللہ خان)

حضور سرور کائنات، فخر موجودات، تاج المرسلین، خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ قیامت تک کے لئے ساری دنیا کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے

قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا"

(سورہ الاعراف)

یعنی اے محمدؐ آپ اعلان کر دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پس آپؐ کی نبوت اور آپؐ کی شریعت دائمی ہے اور تمام انسانوں کو آپؐ کی پیروی کا پابند بنایا گیا ہے تاکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی تعلیم اور راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں اور اس کے انعامات کے وارث بن سکیں۔ چونکہ حضرت سرور کائنات ایک زندہ اور کامل نبی ہیں اس لئے آپ کی سیرت جامع صفات ہے اور ہر شعبہ زندگی میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(سورہ الاحزاب)

یعنی تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ نمونہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کی تقلید کریں اور اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مبارکہ کے اتنے عظیم اور وسیع پہلو ہیں کہ سیرت پر بے شمار کتابیں دنیا کے ہر حصہ میں لکھی گئی ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اور حضور کی حسین زندگی اور عظیم کردار کی حیات بخش خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلتی چلی جائے گی۔ آج کی محفل میں خاکسار حبیب خدا کے اخلاق حسنہ کے حوالے سے کچھ باتیں اور تاریخی واقعات قارئین کرام کی نذر کر رہا ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ ہمارے بچے اور نوجوان ان واقعات کو شوق سے پڑھیں اور پھر حضرت رسول اکرمؐ کی پاکیزہ زندگی اور ارفع کردار کی روشنی میں اپنے اندر عظیم الشان تبدیلی پیدا کر سکیں اور اپنی زندگیوں کو تابناک بنا سکیں۔

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے اس کے متعلق خود خالق کائنات کا ارشاد ہے "وانک لعلیٰ خلق عظیم (سورہ القلم)۔ اس کا ترجمہ تفسیر صغیر میں نہایت ہی عمدہ وضاحت سے درج کیا گیا ہے "(اس کے علاوہ ہم یہ بھی قسم کھاتے ہیں کہ) تو (اپنی تعلیم اور عمل میں) نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے"۔ سبحان اللہ! جس ہستی کے ارفع اخلاق کے متعلق خود خدائے قدوس گواہی دے اس کا مقام و مرتبہ کیا ہو گا! تبھی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق فاضلہ تمام کے تمام قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ پھر حضور علیہ السلام کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ آپ نہ صرف خود عظیم اخلاق کے مالک تھے بلکہ ایک عظیم اور کامیاب معلم اخلاق بھی تھے اور آپ نے اپنے سچے پیرو کاروں کو با اخلاق اور باخدا بلکہ خدا نما وجود بنا دیا۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

بچپن کی پاکیزہ عادت

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے واقعات میں سب سے پہلے حضور کے بچپن کی ایک پاکیزہ عادت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر کوئی آٹھ سال کی تھی۔ آپ کے چچا ابو طالب کی لونڈی کا بیان ہے کہ جب بچپن میں آپ اپنے چچا ابوطالب کے گھر آئے تو سارے بچے آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے مگر آپ نے کبھی ایسی باتوں میں حصہ نہ لیا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ کر سارے بچے لپک پڑتے مگر آپ صبر شکر سے بیٹھے رہتے اور جو کچھ دیا جاتا کھا لیتے۔ خود کچھ نہ مانگتے۔ اس سے آپ کے وقار، عزت نفس اور سیر چشمی کا ثبوت ملتا ہے۔

نوجوانی کا ایک عظیم کارنامہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نوجوانی کا زمانہ تھا کہ مکہ معظمہ کے کچھ نیک دل لوگوں نے یہ تحریک چلائی کہ مختلف قبائل کے لوگ ایک معاہدہ میں شامل ہوں جس کا مقصد یہ ہو کہ ہر مظلوم کی مدد کی جائے اور انصاف کا بول بالا ہو۔ ایک روایت کے مطابق چونکہ اس معاہدہ کے کرتا دھرتا اشخاص کے ناموں میں فضل کا لفظ آتا تھا اس لئے اسے "حلف الفضول" کا نام دیا گیا۔ حضور علیہ السلام بھی اس معاہدہ میں شامل ہوئے۔ اس ضمن میں حضور کی اخلاقی جرات اور حق گوئی کا ایک عجیب واقعہ تاریخ اسلام میں درج ہے۔ اس ایمان افروز واقعہ کو کتاب "سیر روحانی" جلد دوم سے اجمالاً نقل کیا جاتا ہے:۔

"ایک مظلوم شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ابو جہل نے اس کی کچھ رقم دبالی ہے اور یہ کہ حضور کے علاوہ اسے کوئی شخص نظر نہیں آتا جو ابو جہل جیسے جابر شخص سے اس کا حق دلوائے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابو جہل آپ کے قتل کا فتویٰ دے چکا تھا اور مکہ کا ہر شخص آپ کا جانی دشمن تھا۔ لیکن آپ اس آدمی کو لے کر ابو جہل کے مکان پر پہنچے اور اس سے فرمایا کہ تم نے اس شخص کی جو رقم ادا کرنی ہے وہ ابھی اس کے حوالے کر دو۔ ابو جہل خاموشی سے اندر گیا اور روپیہ ہاتھ میں لا کر اس شخص کو دے دیا۔ جب ابو جہل کے ساتھیوں کو اس عجیب واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے حیران ہو کر ابو جہل سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ ابو جہل نے کہا تم نہیں جانتے جب میں نے دروازہ کھولا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں دو خوفناک اونٹ کھڑے ہیں اور اگر میں نے ذرا بھی انکار کیا تو وہ مجھے نوچ کر کھا جائیں گے"۔

ہمارے نوجوانوں کے لئے خاص طور پر سیرت کے اس واقعہ میں اخلاقی جرات کا عظیم الشان سبق ملتا ہے۔

صدق و امانت کا درخشندہ ثبوت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دیانت، امانت، راست بازی اور حق گوئی کی وجہ سے نوجوانی میں ہی صادق اور امین کے ناموں سے مشہور ہو گئے تھے۔ یہ امانت اور دیانت کس درجہ کی تھی اس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہجرت کے واقعہ کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے۔

تمام تر مظالم ڈھائے جانے کے باوجود بھی جب مکہ کے مسلمانوں کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی اور ادھر یثرب (جو بعد میں مدینۃ النبی کہلایا) کے لوگ بھی تھوڑی تھوڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے لگے تو مکہ کے کافر سرداروں نے باہمی مشورہ کر کے یہ منصوبہ بنایا کہ رسول خدا کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے مقابل پر خیر الماکرین نے اپنے پیارے نبی کو یثرب کی طرف ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کٹھن گھڑی میں ظالموں کے کیا ارادے تھے اور اس کے مقابل پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کس صدق اور امانتداری کے ساتھ گھر سے رخصت ہوئے اس کا بیان "سیرت خاتم النبیین) حصہ اول کے ان الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

"رات کا تاریک وقت تھا اور ظالم قریش جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اپنے خونی ارادے کے ساتھ آپؐ کے مکان کے ارد گرد جمع ہو کر آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر چکے تھے اور انتظار تھا کہ صبح ہو یا آپ اپنے گھر سے نکلیں تو آپؐ پر ایک دم حملہ کر کے قتل کر دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعض کفار امانتیں آپ کے صدق و امانت کی وجہ سے آپ کے پاس رکھوا دیا کرتے تھے۔ لہٰذا آپ نے حضرت علیؓ کو ان امانتوں کا حساب کتاب سمجھا دیا اور تاکید کی کہ بغیر امانتیں واپس کئے مکہ سے نہ نکلنا"۔

حضور کی اعلیٰ صفات

جب حضور علیہ السلام کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو ایک روز غار حرا میں آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اس کیفیت میں حضورؐ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوئی اور آپ جلدی گھر لوٹے۔ گھر آ کر جب آپ نے ساری بات حضرت خدیجہؓ کو بتائی اور انہوں نے آپؐ کا اضطراب دیکھا تو حضور علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

" خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم اخلاق کو آپؐ نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مدد گار بنتے ہیں"۔

یہ وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر ابتداء سے ہی موجود تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یقین تھا کہ یہ اعلیٰ صفات اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نازل ہونے کے باعث بنیں گی اور کسی قسم کی پریشانی یا خوف کی کوئی وجہ نہیں۔

حضور سرور کائناتؐ کی نبوت کے ابتدائی زمانے کا واقعہ ہے آپؐ نے دیکھا کہ ایک ضعیف بڑھیا نے بھاری گٹھڑی اٹھا رکھی ہے اور اس کے بوجھ تلے دبی جا رہی ہے۔ آپؐ اس بڑھیا کے پاس پہنچے اور بڑے احترام سے اس کا بوجھ اٹھا لیا اور اسے منزل مقصود تک پہنچایا۔ اس بروقت مدد پر وہ بڑھیا آپ کی بہت احسان مند ہوئی اور کہنے لگی بیٹا! میں بہت کم مایہ ہوں اس لئے میں تمہیں کوئی انعام وغیرہ نہیں دے سکتی لیکن میں تمہارے بھلے کی ایک بات کہہ دیتی ہوں دیکھو! اس شہر میں ایک جادوگر رہتا ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ تم کہیں اس کی باتوں میں نہ آ جانا"۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا "محمد تو میں ہی ہوں" یہ سن کر بڑھیا حیرت زدہ ہو گئی۔ اس پر ساری حقیقت کھل گئی اور وہ آپ کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر آپ پر ایمان لے آئی۔

نبوت کے بہت سال بعد کا واقعہ ہے۔ ایک عید کے موقع پر کچھ بچے صاف شفاف کپڑے پہنے خوش خوشی کھیل رہے تھے کہ ایک یتیم بچہ بھی وہاں آ نکلا۔ کچھ امیر بچوں نے اپنی نادانی اور کم سمجھی کی بنا پر اس غریب بچے کو اپنے ساتھ کھلانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارے کپڑے میلے اور پرانے ہیں اور تمہارا باپ نہیں جو تمہارا خیال رکھے۔ اتفاق سے اس موقع پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا۔ اور آپ نے یہ سارا ماجرا دیکھا۔ حضور بڑی شفقت سے اسے یتیم اور غریب بچے کو اپنے گھر لے گئے۔ اس کو اچھے اچھے کپڑے پہنائے اور کھانا کھلایا۔ پھر بڑے پیار سے فرمایا اب تمہارے کپڑے عمدہ اور صاف ہیں تم جا کر ان بچوں میں کھیلو اور اگر وہ پوچھیں تو کہنا محمد رسول اللہ کا بیٹا ہوں۔

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

(اللھم صل علیٰ محمد وبارک وسلم انک حمید مجید)

AUTO REPAIRS

ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES

FOR FURTHER INFORMATION CALL
NASEER AHMAD KHALID
ON:
(081) 789 1913

NEW AND SECOND-HAND
SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE
CARS ALL MODELS
T.J AUTO SPARES

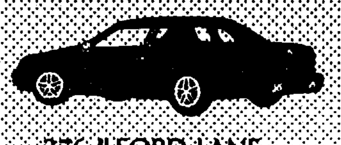

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

گجرات کاٹھیاواڑ میں نور اسلام

(امینہ بیگم عثمان)

گجرات کاٹھیاواڑ ہندوستان کے مغرب میں ایک جزیرہ نما علاقہ ہے۔ جو اپنی جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے ابتدا سے ہی بہت اہم سمجھا گیا ہے۔ انتہائی ابتداء سے جب کہ انسان نے وسیع و عریض زمین پر پھیلنا اور آباد ہونا شروع کیا۔ گجرات کی بندر گاہ سورت مشرق و مغرب میں بہت اہم رہی ہے۔ شمال سے آریہ نکلے اور اسی راستے سے بھارت میں داخل ہوئے۔ یونانی، ایرانی، رومی، فونیقی اور عرب تاجر مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق اپنے تجارتی مال لاتے لیجاتے۔ ادھر سے روئی اور دیگر اشیاء مشرق کو لاتے اور اس زمانہ کی مینور Minoor نام کی بندر گاہ (جس کو سومناتھ بھی کہتے تھے)، ایک بین الاقوامی بندر گاہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ابتداء میں جب آرین اس ملک میں داخل ہوئے تو یہاں کی مقامی آبادی کے مقابلہ میں متمدن اور قد آور، خوب رو اور سفید رنگت کے تھے۔ مقامی لوگ خدا اور روحانیت سے بے بہرہ تھے۔ یہ لوگ شو کی ننگی مورتی کے علاوہ پتھر، درخت، سانپ اور پانی ایسی چیزوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا کے تصور سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے ہر وہ چیز جو انسان کو نقصان پہنچا سکتی ہے ایسے انسان ان کی پوجا کر کے ان کے آگے جھک کر مصائب سے محفوظ رہنے میں عافیت سمجھتے تھے۔ ان کی عبادت بھی خوفزدہ کرنے والی چیزوں کے لئے تھی۔

آرین نے ان مقامی لوگوں سے مسلسل لڑائیوں کے بعد اس سرزمین کے اصلی باشندوں کو جنوب کی طرف دھکیل دیا۔ اور خود درمیانی اور شمالی ہندوستان کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ آرین مخلوط قوم ان ماؤں کی گودوں میں پرورش پا کر اور ان سے تربیت حاصل کر کے بت پرست بنی اور توہمات و بت پرستی نے قدم جمائے۔

آرین لوگ جسمانی طور پر اور بلحاظ رنگت بہتر تھے۔ مقامی لوگوں کی نسبت متمدن بھی خیال کئے جاتے تھے۔ اپنے آپ کو نسلی لحاظ سے برتر سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ سوریا ونشی قرار پائے مگر جب انہوں نے مقامی لوگوں سے شادیاں کیں تو اس کے نتیجہ میں سانولی اور گہرے گندمی رنگ کی نسل پیدا ہوئی تو وہ درجے کے لحاظ سے کم قرار پائی اور وہ چندر ونشی قرار دئے گئے۔

وقت کے ساتھ ساتھ انسانی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا۔ جب چندر ونشی تعداد میں بڑھنے لگے تو دونوں قبائل کی جنگیں ہونے لگیں۔ فاتح اور مفتوح اپنے اپنے دائرے وسیع کرنے لگے تو پنجاب سے باہر ہمالیہ کے دامنوں میں پھیلتے گئے۔ اس طرح ہردوار سے لے کر سومنات تک کی سرزمین پر چھا گئے۔ اور علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم ہو گئیں۔ قدرتی طور پر روحانی اور جسمانی ترقی ہونے لگی تو تمدن نے بھی پاؤں جمائے۔

سرزمین اجودھیا میں سوریا ونشی خاندان میں رام چندر جی نے جنم لیا تو تاریخ نے ایک نیا موڑ لیا۔ اور پھر قدرت کے امتحانوں کے ماتحت اور قوم کے لئے فرمانبرداری، صبر و رضا کا نمونہ بننے کے لئے ایسے واقعات ظاہر ہوئے جس کے ماتحت بن باس کاٹنا پڑا تو کاٹھیاواڑ کے جنگلوں میں یہ بن باس کاٹنا پڑا۔ اس لئے کاٹھیاواڑ کی ایک تاریخی حیثیت قائم ہو گئی۔

پھر ایک اور دور آیا جب قوم کو روحانی تعلیم دینے کے لئے متھرا میں چندر ونشی خاندان سے کرشن جی مہاراج نے جنم لیا۔ پھر ان کے پیرو کار راجستھان، کاٹھیاواڑ اور گجرات میں جس کو ویدوں نے سوراشٹر کا نام دیا پھیلتے گئے۔ کرشن جی کی حکومت کا دارالخلافہ دوارکا تھا جو سومنات سے پچیس میل کی دوری پر واقع ہے۔ مہابھارت کی مشہور کہانیاں اسی سرزمین سے تعلق رکھتی ہیں۔ کرشن جی کی تعلیم کی شعاعوں نے یہاں سے ہی بھارت کو منور کیا۔

جب قدرت کو نئی تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی تو تقریباً ۴۰۰ برس قبل مسیح یہاں سے گوتم بدھ نے جنم لیا۔ اور نروان کی تعلیم دی جو عوام کے ساتھ ساتھ راجاؤں نے بھی قبول کی اور بدھ مذہب مشرق بعید تک پھیل گیا۔ مگر راجہ ہرش کی وفات کے بعد بدھ مت کی جگہ پھر سے شو کے پیرووں نے لے لی۔

پھر ویدوں کا زمانہ آیا تو نسلی تصورات پیدا ہوئے اور نسلی تفاوت کی فلاسفی قائم کر دی گئی۔ جس نے بھارت کے انسانوں کو تقسیم کے خانوں میں رکھ کر بلندی اور پستی میں تقسیم کر دیا۔

برہمن نے عام انسان کے مقابلہ میں بہت مقام رفعت حاصل کر لیا ان کی اور ملک کی حفاظت کے لئے کشتری خاندان قائم کئے گئے۔ ان کی اور ملک کی خوراک پیدا کرنے کی ذمہ داری ویش پر عائد ہوئی۔ اور ان سب کی غلامی اور حقیر کام کرنے کے لئے سدھر کا طبقہ قائم کر دیا گیا۔

ہر طبقہ اپنے اپنے دائرہ میں بڑھنے اور پھیلنے لگا۔ حکومتیں قائم ہونے لگیں مگر سدھر طبقہ پر روحانی اور ذہنی ترقی کے تمام دروازے بند کر کے انہیں شاستروں کی تعلیم سے بے بہرہ کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اگر کسی سدھر یعنی شودر کے کان میں علم اور شاستروں کے شبدوں کی آواز بھی پڑ جاتی تو ان کے کانوں میں سزا کے طور پر سیسہ ڈال دیا جاتا۔

اقوام عالم ابتداء سے ہی قانع اور صابر بن کر ایک جگہ نہیں پڑی رہیں۔ قومیں پھیلتی رہیں، بڑھتی رہیں، مٹتی رہیں۔ آرین نے اس سرزمین کو اپنا حق سمجھ کر آباد بھی کر لیا۔ مگر قانون قدرت کے ماتحت دیگر اقوام بھی پھیلنے کے عزم سے مملکت کو وسیع تر کرنے کے لئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتی رہیں۔

۱۲۵ء میں یونانی جنرل Demetrius نے بھارت پر حملہ کر کے سندھ کو فتح کرنے کے بعد گجرات کاٹھیاواڑ کا اہم علاقہ بھی فتح کر لیا۔ ۸۵ سال تک یہ علاقہ یونانیوں کے ماتحت رہا۔ دیگر اقوام بھی ضرورت اور تجارت کی غرض سے ادھر کا رخ کرتی رہیں۔ افغان، ترک، ایرانی، پارسی، عرب اور مغل نیز دیگر اقوام بھی اس سرزمین پر آ کر آباد ہوتی گئیں جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں پر مذہب اور دوسرے تمدن اور رسم و رواج اثر انداز ہوتے رہے۔ کئی فاتح آئے اور کئی نئی سلطنتوں نے جنم لیا جس کی وجہ سے گجرات کے حدود اربعہ میں کمی بیشی ہوتی رہی۔

زمانے نے ایک اور کروٹ لی۔ سن پچیس ہجری میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں مکران کا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ۹۲ ہجری میں اسلامی فتوحات کے عظیم الشان دور میں سندھ کے راجہ نے عرب تاجروں کے جہاز کو لوٹا۔ مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ اس وقت ایک عورت نے عرب کی فاتح حکومت کو پکارا۔ اور اس وقت کے گورنر حجاج بن یوسف کے نام کی دہائی دی۔ اس مظلوم عورت کی دہائی کی شنوائی جب حجاج کو ہوئی تو اس کی تلوار نیام سے باہر نکل پڑی اور اس پکار کے جواب میں لبیک لبیک کہتے ہوئے اپنے پر عزم ۱۸ سالہ بھتیجے کے ہاتھ میں تلوار تھما کر لشکر کے ساتھ ان تاجر مسلمانوں کی رہائی کے لئے روانہ کر دیا۔ پھر سرزمین بھارت نے دیکھا اور تاریخ نے سنہری حرفوں سے قلمبند کیا کہ اس نوجوان جرنیل نے کس جرات و ہمت سے اس سرزمین پر قدم رکھا۔ نہ صرف چند قیدی ہی چھڑائے بلکہ عالی حوصلگی سے آگے بڑھتے ہوئے اخلاق، جرات، حوصلہ اور عدل و انصاف کے بیج بھی اس سرزمین میں بو دئے اور ایک نئی حکومت قائم ہو گئی۔

اسلامی فوج کے ساتھ آنے والے کئی ایک اس سرزمین میں بس گئے۔ ان میں علماء بھی تھے، صوفیاء بھی تھے، زاہد و محدث بھی تھے۔ اللہ کا پیغام پہنچانے والے پرجوش لوگ بھی تھے اور ان کوششوں سے اس سرزمین پر اسلام کے سورج کی شعاعیں پہنچ گئیں۔

وشنو کے پجاریوں اور ویدوں کی پیرو قوم کو اخوت کا پیغام کب گوارا ہوتا۔ آخر گیارھویں صدی میں انند پال نے افغان بادشاہ محمود سے چھیڑ چھاڑ شروع کر کے لڑائی کی ابتداء کر دی۔ جس کے نتیجہ میں محمود کو ان راجاؤں کی سرزنش کے لئے بار بار حملے کرنے پڑے پھر آخر کار وہ وقت بھی آ گیا جب کہ محمود کو سازشوں کے گڑھ کی طرف گھوڑے کی باگ موڑنا پڑی۔ دوارکا سے پچیس میل دور سومنات کا مندر تمام راجاؤں کے لئے مقدس تر تھا۔ سومنات اور اس کے عظیم بت کی حفاظت کے لئے حکومتوں میں دخیل براہمن، محمود کے خلاف کاروائیاں کرنے اور راجاؤں کو اس کے خلاف اکٹھا کرنے کے علمبردار تھے۔ محمود اس کی فتح کا عزم لے کر دور افتادہ علاقہ میں داخل ہوا۔

پھر یوں بھی ہوتا رہا کہ مکران سے ہجرت کر کے مسلمان مشرق کی طرف آباد ہونا شروع ہو گئے۔ ان کے اخلاق، حسن سلوک، وحدانیت کی تعلیم اور انسانیت کے مفہوم نے مقامی آبادی پر ایسا اثر ڈالا کہ عام آدمی کو اپنے مقام کی پہچان ہونے لگی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ان میں ہندو لوہانا قوم کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا اور اس قوم کے نومسلم میمن کہلائے۔

اس زمانے میں دیبل، منصورا اور ملتان اسلامی ترقی کے مرکز رہے۔ علم، بہتر تمدن و ثقافت کے قیام کے لئے شہرت پائی۔ علماء اور بزرگوں کا اثر مقامی لوگوں پر پڑا اور ان کی سادہ تعلیم نے علماء اور بزرگوں کی عقیدت قائم کر دی۔ عوام پر خود شناسی کے دروازے کھل گئے۔ اسے دیکھ کر پنڈت لوگ سٹپٹا اٹھے اور اپنے بھیانک مذہبی اصولوں میں تبدیلیاں کرنے پر مجبور ہو گئے۔

شنکر اچاریہ نے بندگی کا نظریہ پیش کرتے ہوئے دماغ میں ایشور کا تصور قائم کرنے کے لئے مورتی کا سامنے رکھنا ضروری قرار دیا۔ رامانوج نے مذہب میں بہت ڈھیل پیدا کر دی اور شودروں کے لئے مندروں کے دروازے کھول دئے۔ لنگایت قوم نے طلاق روا کر دی اور طلاق شدہ بیواؤں کو دوسری شادی کی اجازت دے دی۔ نیز مردوں کو دفن کرنے کو بھی جائز قرار دے دیا۔

اس دوران میں دستور زمانہ کے مطابق کئی حکومتیں بنیں، بگڑیں، نئی قائم ہوتی رہیں۔ محمد غوری کے نائب حکومت کرتے رہے۔ اس کے بعد کئی سلاطین اور کئی خاندان حاکم رہے۔ بادشاہ حکومتیں کرنے آئے۔ حکومتیں قائم کیں۔ اکثر نے اعلیٰ اخلاق، عدل و انصاف کا مظاہرہ کیا۔ کئی ایک نے دولت دنیا حاصل کی، پتھروں، عمارتوں اور نقش و نگار کی یادگاریں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مگر وہ درویش جو نان و نفقہ سے بے نیاز کلمہ حق لوگوں تک پہنچانے کی خاطر صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے اس سرزمین پر وارد ہوئے۔ ان کے روحانی درجات نے ایسے بیج بوئے جن کی گہری جڑیں ایسی پھیلیں کہ آج بھی ان کے گہوارے مرجع خاص و عام ہیں۔ تعصب کی زبان الزام لگاتی ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے سختی و جبر سے ہندوستان کی آبادی کو مجبور کیا اور خوف کے ماتحت انہیں مسلمان ہونا پڑا۔ مگر حقیقت کی زبان حق کے علمبرداروں کے آستانوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آج بھی مرجع خاص و عام ہیں۔

نویں صدی میں یوسف الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت شیخ عبدالقادر کی اولاد میں سے تھے، ہند میں وارد ہوئے اور ان کے دست مبارک پر لوہانہ قوم کے ۷۰۰ خاندانوں نے بیک وقت اسلام کو قبول کیا۔

یہ مضمون گجرات کاٹھیاواڑ کی تاریخ پر روشنی ڈالتا ہے۔ مزید بزرگوں اور صوفیوں کے ذکر کا موقع نہ پاتے ہوئے ان فرقوں کا ذکر کرنا مناسب ہے جنہوں نے اس سرزمین میں قدم جمائے۔

محمود غزنوی کے دور میں سمرا قوم کے راجپوت

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
[illegible]
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

سرداروں نے ایک چھوٹی سے حکومت قائم کی اور ایک وقت میں انہوں نے اسماعیلی مذہب بھی اختیار کیا۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ ان کے حاکم مغرور اور عیاش ہوتے چلے گئے۔ عمر ماروی اور لیلا چنیسر کی علاقائی کہانیاں اسی دور کی پیداوار ہیں۔

۴۲۴ ہجری میں کشمیر کے بادشاہ سلطان علی نے سندھ پر حملہ کر کے نگر ٹھٹھہ کو برباد کر دیا۔ وہاں کے لوگوں نے گجرات کاٹھیاواڑ کی طرف ہجرت کی۔ جہاں وہ الگ الگ علاقوں میں آباد ہو گئے۔ ان ہجرت کرنے والوں میں اسماعیلی اور میمن کی بڑی تعداد تھی۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں آنے والے لوگ ہر عقیدہ اور مذہب کے تھے۔ اس لئے مختلف عقائد کے لوگ یہاں موجود ہیں۔ بوہرہ سنی، بوہرہ شیعہ، شیعہ اثنا عشری، پٹیل سنی اور اسماعیلی شیعہ۔

اسماعیلی شیعہ

اس فرقہ کے لوگ ابتداء میں المت Almut سے آنے والے داعی پیر نورالدین کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس فرقہ میں شامل ہوئے۔ اور اس میں کئی ہندو قوموں نے شرکت کی۔ پیر نورالدین کے بعد ملتان کے شاہ سبزواری نے اسماعیلی فرقہ کی تبلیغ پنجاب میں بھی کی۔ پیر صدرالدین نے کشمیر اور جموں کا سفر اختیار کیا اور سیالکوٹ سے ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور ہزاروں لوہانا ہندوؤں کو اسلام میں داخل کیا۔ کچھ لوگ پیر صدرالدین کو سنی تصور کرتے تھے۔ اس خیال سے اسماعیلیہ فرقہ سے علیحدہ ہو کر سنی جماعت میں شامل ہو گئے۔ پیر صدرالدین کے بعد ان کے بیٹے پیر کبیر الدین حسن ہجرت کر کے سندھ سے گجرات کاٹھیاواڑ آ گئے۔ اور احمد آباد کے قریب پرن نام کے قصبہ میں اپنا تبلیغی مرکز قائم کیا۔ پیر کبیرالدین کے بعد ان کے بیٹے سید امام شاہ کے نام سے مشہور ہوئے انہوں نے اسماعیلی نظاری فرقہ کے اصولوں میں تبدیلیاں کیں۔ انہوں نے اپنے فرقہ کا نام ست پنتھ رکھا۔ نیز اسماعیلی سلسلہ کے اماموں کے پابند نہ رہے۔ اس فرقہ میں مقامی ہندوؤں کی چھوٹی چھوٹی قومیں اور بھی داخل ہوئیں۔ بعد میں ان کی جماعت کے بھی دو حصے ہو گئے۔ ان میں سے ایک مومنا اور دوسرا کپتی کہلایا۔ یہ لوگ اپنے پیر امام شاہ کی بکتی Bakti کرتے تھے جس کی خبر چند ملاؤں نے اورنگ زیب شہنشاہ کو پہنچا دی۔ جس کی بنا پر اورنگ زیب نے گجرات کے صوبہ دار کو حکم دیا کہ وہ امام شاہ کو گرفتار کر کے دہلی دربار میں پیش کرے۔ چنانچہ اس حکم کے ماتحت اسے گرفتار کر کے دہلی کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ مگر دوران سفر امام شاہ نے زہر پی کر خودکشی کر لی۔ مومنا اور کپتیوں نے اورنگ زیب کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور اس میں اکثر لوگ اس فرقہ کے مارے گئے۔

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST

061 795 3656

493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

کشمیر کے بادشاہ سلطان علی نے جب سندھ پر حملہ کیا تھا اس وقت دو بڑی قومیں ہجرت کر کے گجرات میں آباد ہو گئی تھیں۔ ان میں سے ایک اسماعیلی تھے۔ اور یہ گجرات میں آباد ہیں۔ یہ لوگ آغاخان کی پشت در پشت امامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مسجدوں کی بجائے جماعت خانہ کی عمارت بناتے ہیں۔ جہاں ان کے عقائد کے مطابق عبادت کی جاتی ہے۔ ان کے طریق عبادت میں نماز رکوع اور سجود نہیں ہیں۔ یہ ایک حالت میں بیٹھ کر تسبیح کرتے ہیں جن میں تمام اماموں کے نام لئے جاتے ہیں۔ ان کے اڑتالیسویں امام سلطان آغاخان محمود شاہ تھے اور ان کے موجودہ امام ان کے پوتے آغا کریم ہیں۔ ان کی عبادت میں اماموں کی طرف سے تبدیلی بھی کی جارہی ہے۔ جس کے تحت سورہ فاتحہ اور چار قل بھی ان کی عبادت میں اب داخل ہیں اور قرآن مجید کی مزید آیات بھی وقت کے ساتھ ساتھ شامل کی جارہی ہیں۔ یہ لوگ عید کی نماز پڑھتے ہیں، اکثر روزے رکھتے ہیں، کلمہ شریف پڑھتے ہیں، نماز جنازہ اسلامی طریق سے ادا کرتے ہیں۔ یہ حضرت علیؓ کے پیشرو تین خلفاء کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ لوگ بہت متحد ہیں اور اپنی قوم کی بیواؤں، یتیموں اور نادار لوگوں کی مدد احسن طور پر کرتے ہیں۔ تجارت میں کامیاب اور ہوشیار ہیں۔ اور اپنے امام کے ارشاد پر قومی فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

شیعہ بوہرہ

مغلوں کے وقت میں شیعہ بوہرہ فرقہ کے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔ اس وقت ان کے چھبیسویں داعی سید داؤد عجب شاہ تھے انہوں نے اپنی شدید بیماری کی حالت میں اپنے مریدوں کی موجودگی میں سید قطب شاہ کو دعوت ہادیہ کے قانون کے تحت گدی نشین کیا۔ یمن سے اس کی اطاعت میں شیخ سلیمان آئے اور آتے ہی گجرات میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ ۴ سال تک مبلغ رہنے کے بعد انہوں نے خود داعی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس طرح یہ فرقہ دو حصوں میں بٹ گیا۔ سید داؤد شاہ کو ماننے والے "داؤدی بوہرہ" کہلائے اور شیخ سلیمان کو ماننے والے "سلیمانی بوہرہ" کہلانے لگے۔

شیعہ اثنا عشری

یہ فرقہ حضرت علیؓ سے نسل در نسل امامت کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بارھویں امام ایک غار میں داخل ہوئے اور وہاں سے غائب ہو کر آسمان پر چلے گئے اور ضرورت کے ماتحت وہ ظہور کریں گے۔ یہ فرقہ بارھویں امام کا منتظر ہے اور اس صدی میں امام مہدی کے روپ میں ان کی آمد کے منتظر ہیں۔

بوہرہ سنی

یہ فرقہ گجرات میں سنی عقائد کے ماتحت مذہبی فریضہ ادا کرتے ہیں۔

پٹیل سنی

ہندو قوم کے پٹیل قبیلہ میں سے یہ لوگ بذریعہ تبلیغ مسلمان ہوئے۔

میمن

میمن قوم کے پٹیل قبیلہ میں سے یہ لوگ سنی عقائد رکھتے ہیں اور حنفی فقہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ پانچوں ارکان اسلام بجالاتے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ حج کے پابند ہیں۔ حج کا بے حد احترام کرتے ہیں اگر ایک سالہ بچہ بھی والدین کے ساتھ حج میں شریک ہوا ہو تو اسے حاجی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ حتی الوسع ان کی کوشش ہر سال حج یا عمرہ ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ ہر نیک کام میں شرکت کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ یعنی غرباء کی مدد کرنا، مسافروں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کرنا، مساجد تعمیر کرانا ان کی خصوصیات ہیں۔ کئی ایسے خاندان جن کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے مسجد تعمیر کرانا فرض سمجھتے ہیں۔ کراچی کی آرام باغ کی مسجد ایک میمن خاتون نے تعمیر کروائی تھی۔

اس قوم میں شرافت، طمانیت، بلند صلاحیت، مستقل مزاجی، مہمان نوازی، لین دین میں قول و قرار پر اعتماد وراثت میں آیا ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی تجارت میں برکت رکھی ہے۔ ایمانداری کے سنہری اصولوں پر کاربند ہونے کی وجہ سے دنیا میں بھی عزت قائم رکھی ہے۔ میمن قوم میں لوہانا قوم کی سماجی زندگی کا دھندلا سا عکس اب بھی پایا جاتا ہے۔ اکثر لوگ بدعتوں کے شکار ہیں۔ چڑھاوے چڑھانا، مخفی طاقتوں سے خائف ہو کر جادو ٹونا، ٹوٹکے کا سہارا لینا، تعویذ، گنڈے، پر اعتقاد رکھنا، مرادیں پوری کروانے کے لئے قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، یہ سب ان کے اعتقادات میں شامل ہے۔ بیماریوں سے بچنے کے لئے طلسمی تعویذ گلے میں پہنتے ہیں۔ اور تعویذوں کو دولت میں اضافہ کرنے کے لئے دست غیبی تصور کرتے ہیں۔

میمن رسومات

ہندو لوگ مردہ کے لئے شرادھ Shraadh کرواتے ہیں۔ اسی طور پر یہ لوگ بھی کھانے کی دعوتیں دیتے ہیں۔ اور میت کے بلند درجات کے لئے قرآن خوانی کراتے، قل اور چالیسویں خاص اہتمام سے منائے جاتے ہیں۔ مرنے والے کی عمر کے مطابق پھل اور چنوں کی پڑیاں تعزیت پر آنے والوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی ہندوانہ سماجی رسومات کا سلسلہ ان میں ختم نہیں ہوا۔ قبر پرستی کا جذبہ ان میں کس حد تک بڑھا ہوا ہے اس کا اندازہ اس چشم دید واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کینیا میں دوسری جنگ عظیم کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک شریف النفس شخص سید باغ علی شاہ ریلوے لائن پر کام کرتے ہوئے بیماری کی حالت میں وفات پا گئے۔ ہمارے میمن رشتہ داروں نے شاہ صاحب کی قبر پختہ بنوا کر مزار بنا دیا اور ساتھ ساتھ آمدن کا ذریعہ بن گیا اور تجارت کا مرکز ہو گیا۔ مسجد اور مزار بنانے والے میمن تو صرف نیکی کمارہے تھے مگر جو لوگ مجاور بن کے وہاں بیٹھ گئے وہ میمن تو نہ تھے۔ مگر مال کما رہے تھے۔ اس کے بعد ریلوے لائن پر کام کرنے والوں کی مزید آٹھ قبریں شناخت کی گئیں۔ جن میں سے تین باغ علی شاہ کے بھائیوں کی تھیں۔ یہ نیکی کی طور پر کام کرنے والے بھی میمن تھے۔

اب میمن پڑھے لکھے لوگوں میں ایسے وجود بھی ہیں جو بدعتوں کے مخالف ہیں۔ بدعتوں کی مخالفت میں کئی ایک اصلاحی کتابیں بھی مہیا کی گئیں۔ مگر میمن لوگوں میں ان کو تسلیم کرنے والے بہت کم ہیں۔ ویسے دوسرے مسلمان فرقوں میں بھی بدعات بہت زیادہ مروج ہیں ہندوانہ رسومات کے بھی اکثر قائل ہیں۔ دراصل تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ جس قوم نے حقیقت کو پاکر مذہب کو بدلا مگر اعتقادات جو صدیوں سے ذہنوں میں پختہ ہو چکے تھے ان سے نجات نہ پا سکے۔ رومیوں نے یونانیوں کا تثلیث کا عقیدہ اپنالیا اور جب یہی یونانی اور رومی عیسائی ہو گئے، مذہب بدلا، عقیدہ نہ بدل سکے اور ساری عیسائی قومیں تثلیث کے چکر میں آ گئیں اور یہی پختہ عیسائیت ہو کے رہ گئی۔ ہندوستان کی کئی اقوام نے کلمہ تو پڑھا، اللہ واحد پر ایمان تو لائے، عشق رسولؐ کا بھی دم بھرا مگر ہندوانہ رسومات کو مذہب میں شامل کر کے ان پر کاربند رہے۔

بعض رسومات ایسی بھی ہیں جنہیں حقوق العباد کے طور پر شروع کیا گیا اور مقصد ایک دوسرے کی مدد اور ضروریات کو پورا کرنا تھا مثلاً تھالی کی رسم۔ شادی کی تقریب کے بعد جب کہ سارا خاندان عزیز و اقارب جمع ہوتے ہیں ایک بڑی تھالی چاولوں سے بھری مجمع کے درمیان رکھ دیتے ہیں۔ جس میں سب عزیز و اقارب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کچھ رقم ڈالتے جاتے ہیں اگر کوئی عزیز حیثیت سے بڑھ کر رقم ڈالنا چاہے تو اسے رقم لوٹا دی جاتی ہے۔ اور اس رقم کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے۔ یہ رسم تھالی ہر امیر غریب میمن خاندان میں ادا کی جاتی ہے۔ یوں ایک غریب یا عام حیثیت کے آدمی کو شادی کے اخراجات میں کافی مدد مل جاتی ہے اور رسم مقرر کرنے کی بنا پر کسی غریب خاندان کی انا کو بھی ٹھیس نہیں لگتی۔ اور اس میں لازمی شریک ہونے پر موقع پیدا ہو جاتا ہے کہ آپس کے گلے شکوے بھی دور کر دیں۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینجر)

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing Specialists in SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
51 The Broadway, Ruislip Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
51 The Broadway, Ruislip Road, Greenford
Children and Ladieswear Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

جستہ جستہ

حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک کتاب حال ہی میں "میری یادیں" کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں خود حضرت مولوی صاحب کی زبانی بہت سے دلچسپ واقعات درج ہیں۔ یہ واقعات بہت ہی ایمان افروز اور مفید اسباق پر مشتمل ہیں۔ خصوصاً داعیان الی اللہ ان سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی چند مفید اور دلچسپ، ایمان افروز واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔

اگر آپ کے ساتھ بھی ایسے واقعات گزرے ہوں یا کسی اور کے واقعات آپ کے علم میں ہوں یا آپ کے زیر مطالعہ کسی کتاب میں کسی پہلو سے بھی کوئی ایسی بات نظر سے گزرے جو آپ سمجھتے ہیں کہ الفضل کے قارئین کے لئے علم میں اضافہ کا موجب ہوگی یا کسی پہلو سے مفید اور دلچسپی کا باعث ہوگی تو مکمل اور مستند حوالہ کے ساتھ ایسے واقعات، تحریریں ہمیں بھجوائیں۔ ہم انشاء اللہ انہیں الفضل کی زینت بنائیں گے۔

(مدیر)

ایک عرب مولوی کا واقعہ

"ایک مرتبہ غیر احمدیوں نے فیصلہ کیا کہ کسی غریب مولوی کو میرے مقابلہ پر لائیں اور اس طرح مجھے شرمندہ کریں چنانچہ ایک اتوار کو بمبئی کے رہنے والے ایک مولوی کو بیس روپے پر رضامند کر کے کیمپ میں لے آئے اور اسے پانچ روپے بطور بیعانہ بھی دے دئے۔ بعدہ اسے وہاں بٹھا کر اور مجھے ایک ضروری کام کا جھانسہ دے کر وہاں لے گئے۔ میں نے جاتے ہی السلام علیکم کہا اور بیٹھ گیا۔ عرب مولوی صاحب بولے "کیف حالک" میں نے جواب دیا "الحمد للہ علیٰ کل حال اعوذ باللہ من کل اھل النار"۔ میرے جواب پر وہاں بیٹھے ہوئے پنجابی چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ ہمیں تو دونوں میں سے کسی کی بات بھی سمجھ نہیں آئی۔ میں نے کہا تو پھر اس جگہ تو سب باتیں عربی میں ہونگی۔ یہ سن کر وہ عربی مولوی صاحب کو بلا کر باہر لے گئے اور دئے ہوئے بیعانہ پر ہی اکتفا کرتے ہوئے واپس بھیج دیا اور اس طرح پندرہ روپے بچا لئے۔ بعد میں ایک دوست نے آکر مجھے سارا ماجرا سنایا کہ جب آپ نے عربی مولوی صاحب کے چھوٹے سے عربی سوال کا اتنا لمبا جواب دیا تو ہم سمجھ گئے کہ عرب مولوی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا ہم نے باقی پندرہ روپے کی کفایت کر لی اور اب ہم کوئی اور فیصلہ کا طریق سوچیں گے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا کیونکہ اسی نے اس وقت میری عزت رکھی تھی جبکہ میں اس وقت عربی سے ناواقف تھا۔

پکڑوانے کا منصوبہ

جب غیر احمدیوں کو عربی مولوی سے مقابلہ کروانے میں ناکامی ہوئی تو ان میں سے بعض متعصب لوگوں نے مجھے حکومت سے سزا دلوانے کی کوشش کی اور میری رپورٹ کر دی کہ احمدی مولوی مناظرے کرتا ہے اور اس طرح ہمیں تنگ کرتا ہے۔ میرے ایک خیر خواہ دوست نے اس رپورٹ سے مجھ آگاہ کر دیا جو کیمپ کمانڈر کے پاس گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد چپڑاسی مجھے بلانے آ گیا۔ اور پھر میں ان کے ساتھ کیمپ کمانڈر کے پاس گیا۔ وہاں مذہبی مباحثات کی سختی سے ممانعت تھی اور اگر کوئی اس میں ملوث پایا جاتا تو اسے جرمانے کے ساتھ سزا بھی دی جاتی تھی۔ نیز ان کی سروس بک خراب ہو جاتی تھی۔ اب میرے امتحان کا وقت آن پہنچا تھا اگر کہوں کہ مناظرے کئے ہیں تو سزا واجب ہو جاتی ہے اور اگر کہوں کہ میں نے کوئی مناظرہ نہیں کیا تو وہ جھوٹ تھا جس کا لوگوں پر بھی اثر پڑ سکتا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی کیمپ کمانڈر نے سوال کیا کہ تم نے مباحثہ کیا ہے؟ میری زبان سے بے ساختہ نکلا کہ صاحب کس کے ساتھ؟ اس نے کہا کس کے ساتھ کیا؟ میں نے کہا جناب عالی مباحثہ یا مناظرہ کوئی آدمی اکیلا نہیں کر سکتا۔ پھر اس نے پوچھا کیا اکیلا آدمی مناظرہ نہیں کر سکتا؟ میں نے جواب دیا صاحب ہرگز نہیں کر سکتا۔ صاحب سوچنے لگ گیا۔ اتنی دیر میں ایک آریہ نوجوان کلرک آ پہنچا جس سے میری کئی بار گفتگو ہو چکی تھی۔ صاحب نے پوچھا کہ بحث کس طرح کرتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ دو مولوی یا دو پنڈت یا دو پادری اپنی اپنی بات سچی ثابت کرنے کے لئے دلائل دیتے ہیں اور لوگ سنتے ہیں۔ صاحب بولا پھر کیا دو آدمی بحث کرتے ہیں۔ آریہ بولا جی ہاں۔ صاحب نے درخواست دہندہ افراد کو جو میری سزا کے منتظر بیٹھے تھے بلایا اور پوچھا کہ دوسرا مولوی کہاں ہے؟ وہ خاموش رہے۔ اس پر صاحب نے انگلش میں برا بھلا کہا اور ساتھ ہی دو دو تین تین ہنٹر بھی لگائے"۔

(صـ ۳۴ تا ۳۵)

نگلہ گھنو (ملکانہ) میں قبول احمدیت

"شروع شروع میں جب میں نگلہ گھنو پہنچا تو وہاں کے مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ مولوی آپ کو قادیانی بنا لے گا۔ ان لوگوں نے اس بارے میں مجھ سے پوچھنا شروع کیا تو میں نے کہا کہ جب تک میں آپ کے پاس رہوں گا کبھی بھی اپنی زبان سے آپ کو احمدی ہونے کے متعلق نہیں کہوں گا اور اس پر آخر دم تک کاربند رہا مگر احمدیت کی ساری تعلیم ان پر واضح کر دی۔ جب میری تبدیلی کے دن قریب آئے تو وہاں کے ایک امیر اثر و رسوخ والے آدمی رئیس جان محمد خان صاحب نے خواب میں دیکھا کہ دنیا پر بارش سے تباہی آ چکی ہے اور آسمان سے سیر سیر بھر کے اولے گر رہے ہیں جن سے تمام باغات اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں اور میں تباہ شدہ چوپال کی ایک دیوار سے چمٹا ہوا ہوں اور رو رہا ہوں کیونکہ چرند پرند اور انسان سب مر چکے ہیں اور میدان اولوں سے بھرا پڑا ہے۔ میں بڑے غور سے دیکھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ مسجد محفوظ ہے اور اس کے اندر آپ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر مجھے کچھ تسلی ہوتی ہے کہ مولوی صاحب تو زندہ ہیں مگر اولے بڑی کثرت سے گر رہے ہیں۔ آپ مسجد سے نکل کر میدان کی طرف چل دیتے ہیں اور میں گھبرا جاتا ہوں کہ اب مولوی صاحب نہیں بچیں گے مگر کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے اوپر نہ تو بارش ہی پڑتی ہے اور نہ ہی اولے اور آپ جس طرف جاتے ہیں آپ کے سامنے راستہ پر سے اولے دونوں طرف سے ہٹتے جاتے ہیں اور راستہ صاف ہوتا جا رہا ہے۔ میں بہت حیران ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ کہ نہ تو بارش ہی پڑتی ہے اور نہ ہی اولے۔ آخر آپ اس میدان میں پہنچتے ہیں اور آپ ہاتھ اور منہ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتے ہیں کہ یکایک بارش اور اولے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ نے چاروں طرف گھوم کر پھونک ماری جس سے تمام چارپائے، فصلیں، باغ، مکانات غرضیکہ ہر چیز دوبارہ آباد و شاداب نظر آنے لگتی ہے۔ اور اسی خوشی میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ آج میں نے مان لیا ہے کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آپ لوگوں کی خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ آپ میری بیعت لکھ دیں۔ میں نے کہا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا آپ پر انعام ہے کہ آپ پر حق ظاہر کر دیا ہے۔ اب اسے مفید بنانا آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آج رات سارے گاؤں والوں کو اکٹھا کر کے پہلے خواب سناؤ اور پھر بیعت کے متعلق مجھ سے بات کرنا۔ چنانچہ رات کو انہوں نے تمام لوگوں کو اپنی خواب سنائی جس کے نتیجہ میں وہاں سے کثرت سے لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔

(صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷)

دکھ بھری داستان

ہمارے معاشرہ میں بعض سسرال والوں کی طرف سے بعض نیک مخلص بچیوں اور ان کے والدین کو جو اذیت پہنچائی جاتی ہے۔ ذیل میں درج داستان اس کی ایک مثال ہے۔ جو لوگ اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالی گلوچ، طعن و تشنیع سے کام لیتے ہیں اور اپنی بیویوں کو مارتے اور ایسی ظالمانہ حرکتیں کرتے ہیں انہیں خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ خدا کرے کہ ہمارے معاشرہ سے اس قسم کے دکھ دور ہو جائیں اور ہمارے گھر امن و سکون کا گہوارہ اور جنت نظیر ہوں۔ ——[ادارہ]

"میری شادی ۱۹۹۳ء میں ہوئی۔ شادی کے فوراً بعد ہی ہم دونوں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ میرے والدین نے ان کو جو چیزیں شادی پر دی تھیں وہ انہوں نے ناپسند کر کے واپس کر دیں۔ جب میں اپنے گھر کی کوئی بات ان کو بتاتی تو وہ مجھے طعنے دیتے کہ بس بس رہنے دو اپنے خاندان کو۔ پھر وہ کافی گالی گلوچ کرتے۔

میں نے ان کی بہت خدمت کی ہر طرح کا خیال رکھا لیکن جب وہ گھر آتے تو لڑائی کا بہانہ بنانے کے لئے کہتے سارا دن تم فارغ ہی رہتی ہو۔ حالانکہ ان کے سارے کپڑے استری ہوتے اور ان کے آنے سے پہلے صفائی سمیت کھانا تک تیار ہوتا لیکن اس کے باوجود وہ کوئی نہ کوئی نقص نکال کر مار پیٹ شروع کر دیتے۔ لیکن بعد میں منا بھی لیتے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ شکی مزاج بہت ہے۔

میرے شوہر، میرے والدین کی بلاوجہ اور بے جھجک بے عزتی کر دیتے ہیں۔ میری بیماری کی وجہ سے وہ مجھے طعنے دیتا ہے کہ تم ہو ہی بانجھ تمہارے بچہ نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے بھی اس نے بعض اوقات مارا پیٹا۔ میری بہن کی شادی پر یا پاکستان سے میری باجی کے آنے پر ان کے بچوں کو تحائف دے کر اذیت دینے کے لئے مجھے سناتا کہ میں نے تمہارے گھر والوں پر بہت خرچ کیا ہے۔

لیکن بعض اوقات کہتا ہے کہ تم اتنی اچھی ہو کہ میری اتنی سختیاں برداشت کرتی ہو۔ اس لئے اپنی بہن کا میری بھائی کے لئے رشتہ لے آؤ۔ لیکن میرے والدین نے ان کو سخت رویہ کی وجہ سے اس کے بھائی کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ انکار کرنے پر بھی اس نے مجھے بہت مارا۔

چند دن قبل مجھے پہلے دن صبح دوائی نہ کھانے پر مارا۔ دوسرے دن اس کے بھائی کو پاسپورٹ ملنے پر میں نے اپنی بہن کو بتا دیا جس کا مجھے پتہ نہیں تھا کہ نہیں بتانا اس پر مار پیٹ کی۔ تیسرے دن چائے بنا کر دی اور وہ چائے پینے لگے میں انگور کھانے لگی چائے کا کپ ختم ہو گیا۔ کہنے لگے کہ دوسرا لا دو۔ میں نے کہہ دیا کہ اچھا اور اٹھنے لگی لیکن انہوں نے کہا کہ اب تم نے نہیں اٹھنا ہے تم تو ہو ہی ایسی میں پھر بیٹھ گئی اور کہا کہ ٹھیک ہے انگور کھا کر چائے لا دوں گی۔ اس پر بہت مارا پیٹا اور کہا کہ اگر تم کام نہیں کر سکتی تو جاؤ اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ اور گھسیٹ کر فون کے پاس لا کر میرے والدین کو فون کروایا۔ پھر میں نے ابو کو کہا کہ مجھے لے جائیں۔ ابو جان اور بھائی جان آکر مجھے واپس لے گئے۔

میرے بعد میری ساس بیٹے کے پاس آئی۔ مجھ سے فون پر بات کی اور کہا کہ میرے بیٹے کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ مجھے یہ کہہ دیا کہ تم اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہی مار کھاتی ہو اور یہ بھی کہہ دیا کہ خود ہی گئی تھی اب خود ہی واپس بھی آ جاؤ۔ اس پر امی جان نے کہا کہ ہم آپ کے بیٹے کے کہنے پر لے کر آئے تھے اب آپ خود ہی لے جائیں۔ یہ بات سنتے ہی ٹھک سے انہوں نے فون بند کر دیا"۔

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol.1 Friday, October 7, 1994 No. 40

شذرات

(م-ا-ح)

برطانیہ میں اہل حدیث حضرات کے ایک نمائندہ ڈاکٹر صہیب حسن صاحب نے کسی سائل کے استفسار کے جواب میں روزنامہ جنگ لندن انگریزی ضمیمہ ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء میں کسوف خسوف شمس و قمر والی حدیث کو وضعی قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ بہرحال یہ گرہن مہینہ کی پہلی اور وسطی تاریخوں میں واقع نہیں ہوئے اس لئے یہ پیش گوئی اور اس کا تذکرہ لایعنی باتیں ہیں۔

کاش کہ ڈاکٹر صاحب قبلہ کو اپنے مسلک کے بزرگوں مثل عبدالحق صاحب محدث، شاہ رفیع الدین صاحب محدث، نواب صدیق حسن خان صاحب اور نورالحسن خان صاحب کے معتقدات سے آگاہی ہوتی جنہوں نے مہدی آخر زماں کی بعثت کے بارے میں اپنی سب تحریروں کی بنیاد ہی علامہ دارقطنی کی اس حدیث پر رکھی ہے جسے اب ان کے یہ معنوی فرزند جعلی قرار دے رہے ہیں۔

امام دارقطنی کے مرتبہ اور ثقاہت کے بارے میں اکابر اہل حدیث اور ماہرین اسماء الرجال یکساں رطب اللسان ہیں۔ حیف ہے کہ موصوف نے اپنے ہی آباء کو حدیثیں گھڑنے والے یا گھڑی ہوئی حدیثوں پر انحصار کرنے والے بنا دیا ہے۔ اور جہاں تک مقررہ تاریخوں پر گرہن واقع نہ ہونے کا تعلق ہے ہمیں اس روشن زمانہ کے ایک فاضل علوم سے اس بے خبری کی توقع نہیں تھی۔ ابتدائی درجوں کا ایک عام طالبعلم بھی یہ جانتا ہے کہ چاند یا سورج کا گرہن، ان کے کرہ زمین کے ساتھ ایک افق پر آجانے سے ظہور میں آتا ہے۔ یہ تینوں ایک خط مستقیم میں ایک ہی افق پر ہوں گے تو زمین سے مشاہدہ کرتے ہوئے چاند کی ٹکیا سورج کو چھپائے گی یا زمین کا سایہ چاند پر پڑے گا۔ لیکن صہیب حسن خان صاحب کے لئے شاید فزکس سے زیادہ ان کے اپنے بڑوں کے ارشادات حجت ہوں۔ سو ان کی توجہ کے لئے ہندوستان میں اہل حدیثوں کے مسلمہ امام جناب نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی کے یہ الفاظ حاضر ہیں:-

" اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن و سورج گرہن کے مقابل آنے سے ایک عام حالت میں سوائے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخ کے کبھی نہیں لگتا"

(حجج الکرامہ صـ ۳۴۴)

اسی طرح:-

" تیرھویں چن ستیہویں سورج گرہن
ہوسی اس سالے"

لکھنے والے شاعر مولوی محمد بارک اللہ بھی لکھو کے (پنجاب) کے معروف اہلحدیث خانوادہ کے ایک بزرگ تھے۔

افسوس ہے کہ احمدیت کی دشمنی میں اندھے ہو کر ڈاکٹر صاحب جیسے پڑھے لکھے لوگ بھی نہ صرف مسلمہ صحیح احادیث کے انکار پر اتر آئے ہیں بلکہ اپنے مسلک کے اکابر کو بھی جھٹلا رہے ہیں۔ ان للہ و انا الیہ راجعون۔

—○○—

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ انگلستان، ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک لندن میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ ۴ اپریل ۱۹۳۹ء کو، مالو کے بھگت، ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی اور جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں میدان عمل میں اترے۔ اندرون پاکستان مختلف مقامات پر خدمت کے علاوہ آپ کو کینیا (مشرقی افریقہ) میں ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۴ء اور پھر ۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۱ء بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق حاصل ہوئی۔ جولائی ۱۹۸۳ء میں آپ کی تقرری انگلستان میں ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی لندن تشریف آوری کے بعد آپ کی تقرری دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ہوئی جہاں آپ اپنی وفات سے چند روز قبل تک نہایت محنت کے ساتھ مفوضہ امور سرانجام دیتے رہے۔ آپ کو کچھ عرصے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ جماعت احمدیہ اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے لمبا عرصہ تک صدر بھی رہے۔

گزشتہ سال آپ کے سر میں ٹیومر کی تشخیص ہوئی اور اپریشن ہوا لیکن وہ ٹیومر دوبارہ زیادہ خطرناک صورت میں پھیلنے کی وجہ سے ۲۳ ستمبر کو دوبارہ اپریشن کیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت سنبھل نہیں سکی اور گہری بیہوشی کی حالت طاری رہی۔ اسی کیفیت میں گزشتہ جمعہ کو قریباً چار بجے آپ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

ادارہ الفضل مرحوم کے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علّیین میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

— — — — — — —

موت ہے نہ حیات ہے یارو ایک مولیٰ کی ذات ہے یارو
ہاتھ میں جس کے ہاتھ ہے یارو وہ بڑا خوش صفات ہے یارو
جارہی ہے جو شہر جاناں کو یہی راہ نجات ہے یارو
آج بھی دشت کے مسافر پر بند نہر فرات ہے یارو
چن لیا اس نے ہم فقیروں کو اپنی اپنی برات ہے یارو
پھر وہی دن ہیں اور وہی راتیں 'پھر وہی التفات ہے یارو'
آج کا دن ہے وصل یار کا دن آج کی رات۔ رات ہے یارو
چھٹنے والے ہیں ظلم کے بادل ایک دو دن کی بات ہے یارو
ہر قدم احتیاط سے رکھنا ہر قدم پل صراط ہے یارو
کس لئے موت سے ڈراتے ہو موت بھی تو حیات ہے یارو
اپنے بیگانے سب خلاف سہی یار تو اپنے ساتھ ہے یارو
عشق کی جیت ہونے والی ہے عقل کی بازی مات ہے یارو
عقل کیا زیست کا پتہ دے گی یہ تو خود بے ثبات ہے یارو
آؤ مضطر کا ذکر خیر کریں
مر کے بھی جو حیات ہے یارو

(محمد علی مضطر)

طاعون کے علاج کے لئے

ہندوستان کے بعض شہروں میں طاعون پھیلنے کی اطلاعات پر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طاعون کے علاج کے لئے ہومیوپیتھک ادویہ

SULPHER 1000

اور

MERC. SOL 1000

تجویز فرمائی ہیں۔ یہ دونوں دوائیں باری باری استعمال کی جائیں۔ یعنی پہلے ہفتہ میں ایک خوراک SULP-HER 1000 کی اور دوسرے ہفتہ میں MERC. SOL 1000 کی ایک خوراک۔ اسی طرح باری باری ہفتہ وار استعمال کی جائیں۔ احتیاط کے طور پر بھی یہ دوائی استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس نسخہ کو عام مشتہر کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مخلوق خدا اس مہلک وبا سے محفوظ ہو اور مسیح پاکؑ کی جماعت پورے اعجاز کے ساتھ اس سے محفوظ رہے۔

Earlsfield Properties

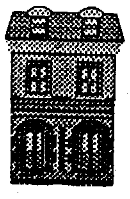

RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE, ILFORD, ESSEX
081 478 7851

SPECIALISTS IN 22 & 24 CARAT GOLD JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building, 491 Cheetham Hill Road, Cheetham Hill, MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

CRAWFORD TRAVEL SERVICES
COMPETITIVE FARES TO PAKISTAN - INDIA - THE MIDDLE & FAR EAST - USA & CANADA BY PIA - AIR INDIA - BRITISH AIR - EMIRATE AIR - GULF AIR - KUWAIT AIR AND OTHER MAJOR AIRLINES
PHONE 071 723 2773
FAX 071 723 0502
Room 104, Chapel House
24 Nutford Place, London W1H

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad